

دوماہی

5

سر بکف

مارچ، اپریل ۲۰۱۶

مفاہمت نہ سکھا جبرِ نا روا سے مجھے
میں سر بکف ہوں لڑا دے کسی بلا سے مجھے

کیا آپ قادیانیوں کو پہچان سکتے ہیں؟

آخری نبی کا پہلا خلیفہ سیدنا ابو بکر صدیقؓ

اے علی مستو!

جو پکڑ لے میں اس کی!

Sarbakaf.blogspot.com

دوماہی 'سر بکف' برقی مجلہ TWO MONTHLY 'SAR BAKAF' ONLINE MAGAZINE

ترجمان دیوبند

سر بکف

دوماہی برقی مجلہ

شمارہ ۲

مارچ، اپریل ۲۰۱۶

جلد ۲

مجلس مشاورت

مفتی آرزو مند سعد رحمۃ اللہ علیہ

مولانا ساجد خان نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

عبدالرشید قاسمی سدھارتھ نگر رحمۃ اللہ علیہ

مفتی محمد آصف رحمۃ اللہ علیہ

عباس خان رحمۃ اللہ علیہ

جاوید خان صافی رحمۃ اللہ علیہ

جواد خان رحمۃ اللہ علیہ

مدیر: فقیر شکیب احمد عفی عنہ

دوماہی ”سر بکف“ آن لائن مجلہ کی برقی کتاب کسی بھی تبدیلی کے بغیر بلا اجازت تقسیم کی جاسکتی ہے۔ مجلہ کے کسی بھی حصے سے متن کاپی اور پیسٹ کیے جانے کی صورت میں حوالہ دیا جانا ضروری ہے۔ بصورت دیگر یہ شرعی، اخلاقی و قانونی جرم قرار پائے گا۔

اس برقی کتاب کو کسی بھی صورت میں قیمتاً فروخت کرنا سخت منع ہے، خواہ قیمت کتنی ہی قلیل ہو۔

اپنی تحریریں اس ای میل پر روانہ کریں:

SarbakafMagazine@gmail.com

فیس بک لنک:

<http://Facebook.com/SarbakafMagazine>

بلاگ لنک:

<http://Sarbakaf.blogspot.com>

جملہ حقوق محفوظ © ”سر بکف“ آن لائن دوماہی مجلہ

فہرست

صفحہ	مصنف	عنوان	نمبر شمار	ذیلی زمرہ	زمرہ
7	قاری معاذ شاہد <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	جو پکڑ لے میں اس کی!	1		مہمان اداریہ
12	مولانا غلام رسول سعیدی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	بے شمار نعمتیں	2		قرآن مقدس - تذکیر
14	پیشکش: مدیر	الاحادیث الممنتخبہ	3		حدیث شریف - تفہیم
16	محمد فاروق اعظم / سکھ رام	بھائی فاروق اعظم سے ایک ملاقات	4	دعوتِ حق، غیر مسلموں میں	
24	سعدی	رُحَمَاءُ یُنْتَهَمُ کَامَصْدَاق	5	جہاد	
27	سرونٹ آف صحابہ	رفض و شیعیت کا موجد ابن سبا ایک یہودی (قسط ۲)	6	ردِّ رافضیت	
32	<small>رحمۃ اللہ علیہ</small> مولانا محمد الیاس گھمن	آخری نبی کا پہلا خلیفہ سیدنا ابو بکر صدیق	7		
44	جاوید خان صافی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	کیا آپ قادیانیوں کو پہنچان سکتے ہیں؟	8	ردِّ قادیانیت	
49	منظور احمد چنیوٹی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	ردِّ قادیانیت کورس (قسط ۳)	9		

54	محسن اقبال <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	رفع یدین کے بارے میں اہلحدیث علماء کے آپس میں اختلافات	10	ردِّ غیر مقلدیت	ردِّ فرق ضالہ
65	عبد الرشید قاسمی سدھارتھ نگری <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	بہشتی زیور پر ایک اعتراض کا جواب	11		
68	حافظ محمود احمد <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	اہل حدیث یا منکر حدیث (قسط ۲)	12		
70	علامہ مولانا ساجد خان نقشبندی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	احمد رضا خان کی تعریف میں علمائے دیوبند کی طرف منسوب جعلی حوالوں کی تحقیق (دوسری اور آخری قسط)	13	ردِّ بریلویت	
77	سید نصیر الدین نصیر <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	اے علی مستو!	14	شعر و ادب	
78	ڈاکٹر جاوید اقبال	صف شکنوں کو سلام کرتے ہیں	15		
79	خواجہ مجذوب	ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی	16		
81	مولانا فضل الرحمن ندوی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	خود پسندی	17	تصوف و سلوک	
83	ڈاکٹر شاہد محمود <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	حسن پرست قاتل بن گیا	18		
86	مولانا آفتاب انظر صدیقی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	ہاں! جمہوری نظام اسلام کے خلاف ہے؛ لیکن.....	19	انظہار خیال	
90	فصیح الدین محمد ناصر <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	لوگوں کو کبھی خوش نہیں کیا جا سکتا!	20		

125	ایکچنسیاں	-	21		خبرنامہ
-----	-----------	---	----	--	---------

مفاہمت نہ سکھا جبرِ نا روا سے مجھے
میں سربکف ہوں لڑا دے کسی بلا سے مجھے

(نا معلوم)

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ①

مہمان اداریہ

پڑھو اپنے پروردگار کا نام لے کر جس نے سب کچھ پیدا کیا۔ (سورہ ۹۶، العلق: ۱)

جو پکڑ لے میں اس کی...

قاری معاذ شاہد حفظہ اللہ

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے، تماشا نہیں ہے

نوجوان اپنے کھیت میں کام کر رہا تھا....

ایک نسوانی قہقہے سے وہ چونک گیا...

ایسی حسینہ تو اس نے زندگی بھر نہ دیکھی تھی...

وہ اس کی طرف بڑھا چلا گیا... وہ بھی مسکرا رہی تھی...

”میرے ساتھ گھر چلو گی؟“

وہ بلا جھجک اس کے ساتھ ہوئی... وہ فضاؤں میں اڑنے لگا۔



چوہدری کا ڈیرہ آباد تھا... دوست احباب کے مجمع میں... نوکر چاکر خدمت کے لئے مستعد کھڑے ہوئے تھے...

”چوہدری جی!! چوہدری جی!!“ اُس کا خادم خاص ڈیرے میں ہانپتا کانپتا داخل ہوا...

”خیر تو ہے؟ خیر تو ہے؟“

”اوجی خیر کہاں!! میں چوک میں کھڑا تھا... نورے جٹ کا جوان لڑکا ایک ایسی حسینہ کے ساتھ گزر کے گھر جا رہا تھا کہ اس جیسی زندگی میں نہ دیکھی... نامعلوم کہاں سے لے کر آیا ہے... چاند کا ٹکڑا ہے چوہدری جی...“



اسے سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس حسینہ کو کہاں بٹھائے...
آج اس کی زندگی کا بہترین دن تھا، اس نے تو کبھی سوچا بھی نہ تھا... واقعی جب خدا دیتا ہے تو چھپر پھاڑ کے دیتا ہے...
دفعتاً اسے کچھ شور کی آواز آئی جو رفتہ رفتہ اور قریب آگئی... پھر دروازہ کھٹکھٹایا جانے لگا...
دروازہ کھلا...

چوہدری ہکا بکارہ گیا... اور بے اختیار اس حسینہ کی طرف بڑھا...
نوجوان جٹ ایک آہنی دیوار کی طرح اس کے راستے میں حائل ہو گیا...
”تم میری لاش پر سے گزر کر ہی اس تک پہنچ پاؤ گے...“
”تم اس کے قابل نہیں... نہ یہ گھر اس کے قابل ہے... یہ میری حویلی میں رہے گی... نوکرانیاں... راحت...
آرام... عزت... اسے وہاں ملے گی...“
”نہیں یہ فیصلہ جج کی عدالت میں جائے گا“



عدالت پورے جو بن پر تھی... سائل... مدعی... وکلاء... اہلکار... عملہ... سب موجود تھے... جج صاحب اپنی مسندِ خاص پر رونق افروز تھے...
جج صاحب نے نظر اٹھائی... اسے اپنی نظروں پر یقین نہیں آیا... اس نے عینک اتار کر صاف کی اور دوبارہ دیکھا...

واقعی... وہ حور اس کے سامنے کھڑی تھی!

جج بولا

”ارے یہ منہ اور مسور کی دال اپنی اوقات دیکھو اور اس کا حسن یہ تم دونوں کے لائق نہیں میرے پاس مال و دولت ہے عہدہ ہے بنگلے ہیں گاڑیاں ہیں نوکر چاکر ہیں معاشرے میں ایک حیثیت ہے... یہ میرے لائق ہے... چلو نکلو تم دونوں اور اس کو یہیں رہنے دو!“

وہ لگے بگے رہ گئے۔

”نہیں!“ چوہدری چلایا۔

”یہ نہیں ہو سکتا“ نوجوان بولا ”ہم راضی نہیں ہیں... اب تو بادشاہ سلامت ہی ہمارے درمیان فیصلہ کریں گے“

”بادشاہ کے پاس چلو“

جج نے سب کام وہیں چھوڑے اور اب تینوں حسینہ کو ساتھ لئے بادشاہ کے محل کی طرف بڑھنے لگے...



دربار سجا ہوا تھا... وزیر مشیر درباری سب اپنی اپنی مسندوں پر اور بادشاہ اپنے تخت پر جلوہ افروز تھے... اسکے سر پر رکھے ہوئے تاج کے موتیوں سے سارا دربار جگمگا رہا تھا اور وہ خود بھی حسن کا کرشمہ تھا...

دربان نے تین اشخاص اور ایک حسینہ کو لا کر بادشاہ کے سامنے کیا...

بادشاہ سلامت نے نظر اٹھائی تو دیکھتا کا دیکھتا ہی رہ گیا... ایسی حسینہ اور میری سلطنت میں!

حکم شاہی ہوا

”ان تینوں کو ایک طرف لے جاؤ اور حسینہ کو میرے محل میں لے جاؤ“

نچ صاحب نے کچھ بولنے کی کوشش کی تو بادشاہ سلامت نے ایک طرف دیکھا... تین ہٹے کٹے دربان آگے بڑھے اور تینوں خاموشی سے ایک طرف کو ہو گئے...

وہ حسینہ جواب تک خاموش تھی اس نے خاموشی کو توڑا اور بولی

”فیصلہ میں کروں گی تم چاروں میرے پیچھے دوڑو جو مجھے پکڑ لے گا میں اس کی...”

یہ کہہ کر وہ جلدی سے دربار سے باہر نکل گئی...

بادشاہ کو اپنا تخت بھول گیا... اور... اگلے ہی لمحے وہ چاروں اس کے پیچھے دوڑ رہے تھے...



وہ ہوا سے باتیں کر رہی تھی...

بادشاہ سلامت تھوڑی ہی دور جا کر دوڑنے کی تاب نہ لا سکے اور ایک لمبی آہ بھر کر وہیں ڈھیر ہو گئے...

نچ صاحب بھی زیادہ دیر پیچھا نہ کر سکے اور اسکی سانسیں بھی جواب دے گئیں...

چوہدری صاحب ہمت ہارنے والے تو نہ تھے لیکن آخر کب تک!

اب وہ تھی اور نوجون تھا جو کہ ہر لمحے اس کے قریب سے قریب تر ہوتا جا رہا تھا...

مگر یہ کیا! راستے کے ایک پتھر سے وہ ایسا ٹکرایا کہ منہ کہ بل گر اور اسکے منہ سے ایک دل خراش چیخ بلند ہوئی جو

حسینہ کے قہقہوں میں دب گئی...

”آؤ میرے عاشقو میرے پیچھے آؤ تم مجھے کبھی نہیں پاسکتے...”

اور واقعی اسے کوئی نہ پاسکا کہ وہ دیکھنے میں تو حسینہ تھی... حور کے حسن والی تھی... دل فریب تھی... عقل کو محو

کرنے والی تھی...

لیکن...

حقیقت میں وہ دنیا تھی...

اور اسکے پیچھے دوڑنے والوں کا یہی انجام ہوتا ہے...



قرآن مقدس

فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَنْ يَخَافُ وَعِيدِ ﴿٢٥﴾

لہذا قرآن کے ذریعے ہر اس شخص کو نصیحت کرتے رہو جو میری وعید سے ڈرتا ہو۔ (سورہ ۵۰، ق: ۲۵)

بے شمار نعمتیں

مولانا غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ

وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٨﴾

اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننے لگو، تو انہیں شمار نہیں کر سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

(آسان ترجمہ قرآن - سورہ ۱۶، النحل: ۱۸)

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا عموم اور اس کے ساتھ مغفرت کا ارتباط:

اس دنیا میں کئی قسم کے لوگ ہیں، بعض دہریے ہیں جو سرے سے اللہ کی وجود کے قائل ہی نہیں ہیں، بعض مشرکین ہیں جو اللہ کے وجود کے تو قائل ہیں لیکن انہوں نے اور بہت سی چیزوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک قرار دے رکھا ہے۔ بعض عصاة مومنین (گناہگار مسلمان) ہیں جو اغواشیطان یا نفسانی لغزشوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کرتے رہتے ہیں اور بعض اطاعت شعار مسلمان ہیں، لیکن ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اطاعت شعار بندوں کو ہی نعمتیں عطا فرماتا اور اپنے منکروں، مشرکوں اور گناہ گاروں کو محروم رکھتا ہے، مذکورہ آیت میں جن نعمتوں کا بیان ہے ان میں مومن اور کافر اور مطیع اور عاصی کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں کیا گیا، انسان کو سب سے زیادہ ضرورت ہوا کی ہے، اگر چند منٹ کے لیے بھی ہوا نہ ملے تو انسان مرجائیں، اللہ تعالیٰ کا بے پایاں کرم ہے کہ اس نے ہوا کو سب سے زیادہ آسان، عام اور ارزاں بنا دیا ہے، فضا میں ہوا کے سمندر رواں دواں ہیں اور ہر شخص کو بغیر کسی کوشش اور اجرت کے سانس لینے کے لیے ہوا میسر ہے، اس کے بعد زندہ رہنے کے لیے پانی کی ضرورت ہے، اس کی ضرورت ہوا کی بہ نسبت کم ہے تو اس کی ارزانی بھی ہوا کی بہ نسبت کم ہے، اسی حکمت سے بتدریج دوسری نعمتوں کا فیضان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی غیر متناہی نعمتوں کا ذکر کرنے کے بعد اپنی مغفرت اور رحمت کا بھی ذکر فرمایا ہے اور اس میں یہ بتایا ہے کہ کوئی دہریہ یا مشرک جو ساری عمر انکار خدا اور شرک میں زندگی گزارتا رہا ہو اگر مرنے سے پہلے صرف ایک مرتبہ دہریت اور شرک سے تائب ہو کر کلمہ پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کی ساری عمر کے کفر اور شرک کو اس ایک کلمہ کی وجہ سے معاف کر دیتا ہے اور اس پر اپنی جنت حلال کر دیتا ہے، اسی طرح حرص و ہوا اور نفس پرستی میں ڈوبا ہوا گناہگار انسان جب صدق دل سے تائب ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دیتا ہے اور اگر توبہ کے بعد وہ پھر لغزش میں پڑ جائے اور پھر معافی مانگے تو وہ پھر معاف فرما دیتا ہے، یہ کتنی عظیم نعمت ہے اور کتنی عظیم مغفرت ہے۔

نعمتوں کے بعد مغفرت اور رحمت کا اس لیے بھی ذکر فرمایا ہے کہ انسان پر واجب ہے کہ وہ نعمتوں کا شکر ادا کرے اور نعمتیں جتنی ہوں شکر بھی اتنا ہی کرنا چاہیے اور جب اس کی نعمتیں غیر متناہی ہیں تو اس کا شکر بھی غیر متناہی کرنا چاہیے، اور انسان متناہی وقت میں غیر متناہی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کر سکتا، یہ اس کی استطاعت میں ہی نہیں ہے، اس لیے ساتھ ہی اپنی مغفرت اور رحمت کا بھی ذکر کیا کہ اگر تم اس کی نعمتوں کا کماحقہ شکر ادا نہ کر سکو تو وہ غفور رحیم ہے، نیز اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ اگر کوئی بندہ بجائے شکر کرنے کے ناشکری کرے یا بجائے اطاعت کرنے کے گناہوں کا مرتکب ہو جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے مایوس نہ ہو، وہ صدق نیت سے معافی مانگے، اللہ اس کو معاف کر دے گا، نہ صرف معاف گا بلکہ مزید نعمتوں اور انعامات سے بھی نوازے گا۔[☆]

☆ تفسیر تبیان القرآن۔ مولانا غلام رسول سعیدی، سورہ ۱۶، النحل: ۱۸، تاریخ اشاعت غیر مذکور

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ۖ

الاحاديث الممتنحه

Sarbakaf Blog (Official): <http://Sarbakaf.blogspot.com>

کو دیکھا اس لئے کہ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا اور مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

ادارتی نوٹ: اوپر کی حدیث میں موجود آخری ٹکڑے کے بارے میں صحیح مسلم: جلد سوم: حدیث نمبر ۱۴۰۸ میں سینتالیسواں اور مسند احمد: جلد چہارم: حدیث نمبر ۱۳۲۹ میں اور سنن ابن ماجہ: جلد سوم: حدیث نمبر ۷۷۵ میں ستر واں (70th) حصہ آیا ہے۔ البتہ ”چھیالیسواں“ حصہ تمام مکررات میں ہے۔

نیز حدیث کا پہلا ٹکڑا اکثر مکررات میں موجود نہیں ہے۔



أَدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ

ردِّ فرق باطلہ

اپنے رب کے راستے کی طرف لوگوں کو حکمت کے ساتھ اور خوش اسلوبی سے نصیحت کر کے دعوت دو، اور (اگر بحث کی نوبت آئے تو) ان سے بحث بھی ایسے طریقے سے کرو جو بہترین ہو۔ (سورہ ۱۶، النحل: ۱۲۵)

بھائی فاروق اعظم سے ایک ملاقات

محمد فاروق اعظم / سکھ رام

غیر مسلم بھائیوں میں دعوت کے اسلوب کو بیان کرنے کے لیے، اور دعوت الی اللہ پر ابھارنے کے لیے یہ سلسلہ سربکف نے پیش کیا ہے، اس کے تحت غیر مسلم بھائیوں کے مشرف بہ اسلام ہونے کے واقعات لائے جائیں گے۔ شاید کہ اُن بیمار ذہنوں کا علاج ہو سکے جو غیر مسلموں کے لیے صرف جہاد ہی کو فیصل سمجھتے ہیں۔ (مدیر)

احمد اؤاہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

فاروق اعظم: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

س: آپ اس وقت کہاں سے آرہے ہیں؟

ج: میں چارماہ کی جماعت میں ہوں، ہماری جماعت دو چلے لگا کر مرکز پہنچی ہے، تیسرے چلے کے لئے مہاراشٹر کا رخ بنا ہے، پرسوں کارزرویشن ہوا ہے، آج سوچا حضرت سے ملاقات ہو جائے، اللہ کا شکر ہے ملاقات ہو گئی۔

س: جماعت میں آپ نے وقت کہاں لگایا؟

ج: پہلا چلہ گجرات میں لگا اور دوسرا راجستھان میں۔

س: آپ کے یہ تینوں ساتھی بھی آپ کے ساتھ جماعت میں ہیں؟

ج: جی یہ میرے جیل کے ساتھی ہیں اور انھوں نے بھی مجھ سے چند ماہ بعد اسلام قبول کیا ہے، یہ عبدالرحمن بھائی جو بہرائچ یوپی کے رہنے والے ہیں، یہ بھی ایک جھوٹے مقدمے میں دہلی میں پھنس گئے تھے، تہاڑ جیل میں تھے، مجھ سے دو مہینے بعد مسلمان ہو گئے، اور چھ مہینے بعد جیل سے چھٹ گئے، ان کو میں نے جماعت کے لئے گھر سے بلایا ہے، اور یہ دوسرے شکیل احمد بھائی ہیں یہ پنجاب میں پٹیالہ کے رہنے والے ہیں، یہ بھی جیل میں میرے ساتھ تھے، اور مجھ سے چار مہینے بعد مسلمان ہوئے، یہ بھی تین سال پہلے بری ہو گئے تھے، ان کو بھی ساتھ میں جماعت کے لئے میں نے بلایا تھا، اور یہ تیسرے محمد سلمان بھائی یہ لونی غازی آباد کے ہیں،

انہوں نے مجھ سے چھ ماہ بعد اسلام قبول کیا تھا، اور اسلام قبول کرنے کے چھ روز بعد یہ رہا ہو گئے تھے، انہوں نے جیل سے جا کر چالیس دن لگائے تھے، مگر میرے ساتھ وقت لگانے کا وعدہ تھا اس لئے پھر میرے ساتھ چار مہینے لگا رہے ہیں۔
س: آپ کا وطن کہاں ہے؟

ج: میں گورکھ پور (یوپی) کے ایک گاؤں کارہنے والا ہوں، آٹھویں کلاس کے بعد چاچا کے ساتھ دہلی ۱۹۸۹ء میں روزگار کے لئے آ گیا تھا، زندگی کا اکثر حصہ دہلی میں گذرا، آخر کے یہ چھ سال تو جیل میں گذرے۔
س: جیل میں آپ کیسے چلے گئے؟

ج: اصل میں ہمارے نبی ﷺ نے بری صحبت سے بچنے کا حکم دیا ہے، اور لوہار کے پاس اگر آگ نہ لگے تو دھواں تو لگے گا ہی، ہم کچھ لوگ جمنپار میں ساتھ رہتے تھے، لکشمی نگر کے ایک آدمی کا قتل ہو گیا اس کی ہمارے ایک ساتھی سے چند روز پہلے لڑائی ہوئی تھی، جس سے لڑائی ہوئی تھی، اس کی صحبت اچھی نہیں تھی، جو اصل قاتل تھے انہوں نے پولیس کو پیسے دے کر ہوشیاری سے ہم لوگوں کے نام وہ قتل لگا دیا اور ہم لوگوں کو جیل جانا پڑا، میرے اللہ کا کرم تھا ہمارے مقدمہ کی کوئی پیروی کرنے والا نہیں تھا۔
س: یہ کیا بات آپ کہہ رہے ہیں؟

ج: میں سچ کہہ رہا ہوں مولانا احمد صاحب، ہمارے پیارے نبی ﷺ نے کیا سچ فرمایا کہ کچھ لوگ ایسے ہوں گے کہ ان کے گردن میں طوق ڈال کر اللہ تعالیٰ کھینچ کر جنت میں داخل کریں گے، مجھے بالکل ایسا لگتا ہے کہ میرے اللہ کا وہ کرم ہمارے اور ہمارے جیل کے ساتھیوں کے لئے ہے میرے اللہ نے جس طرح ہمیں جیل میں بھیج کر ہدایت سے نوازا۔
س: آپ ذرا تفصیل بتائیے؟

ج: میں نے بتایا کہ میں بچپن میں اپنے چاچا کے ساتھ روزگار کے لئے دہلی آ گیا تھا، شروع میں ایک ہارڈویئر کی دوکان پر میرے چاچا نے مجھے لگایا پھر میرے چاچا یہاں آ کر ایک عورت کے چکر میں پڑ گئے اور پھر گھر بار کو چھوڑ دیا، میرے پتاجی (والد صاحب) کا انتقال ہو گیا بعد میں میں نے کچھ بیکری آئٹم سپلائی کے لئے ایک ریڑھ رکشہ خریدا اور ایک کے بعد ایک کچھ نہ کچھ سپلائی کا کام کرتا رہا، مارچ ۲۰۰۱ء میں میری شادی میری ماں نے کرادی، ۲۰۰۶ء میں مجھ پر مقدمہ قائم ہوا اور میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ جیل میں چلا گیا، جیل میں تنہائی میں میں بہت غور کرتا، کہ مجھے بھگوان نے کس جرم میں جیل بھیجا، اصل میں جب میں ہندو تھا جب بھی میرے دل میں اس کا پکا یقین تھا کہ جو کچھ ہوتا ہے مالک کی مرضی سے ہوتا ہے، یہ دنیا کے سارے لوگ اور اسباب کٹھ تپتی ہیں، جیسے وہاں سے انگلی ہلتی ہے یہ ناچتے ہیں، تو میں سوچ میں بہت ڈوب جاتا کہ مجھے جیل میں مالک نے کیوں بھیجا ہے، جب میں بے قصور ہوں اور میری کوئی پیروی کرنے والا بھی نہیں تو میرے دل میں کوئی کہتا کہ تجھے کچھ

دینے کے لئے اور بنانے کے لئے۔ تین سال پہلے دہلی کے ایک وکیل صاحب بچپن کے کسی مقدمہ میں سزایاب ہو کر تہاڑ جیل پہنچے، جیل میں بہت چرچے تھے، کہ دہلی ہائی کورٹ کے اتنے بڑے وکیل صاحب جیل میں آگئے ہیں، وکیل صاحب کے باقاعدہ داڑھی تھی، بڑے مولانا لگتے تھے، سب قیدی ان سے دبتے رہتے، مقدموں کے سلسلہ میں مشورہ کرتے، وہ مفید مشورہ دیتے، لوگ ان سے معلوم کرتے کہ آپ اتنے بڑے وکیل ہیں پھر بھی جیل میں آگئے، انھوں نے کہا جج رشوت چاہ رہی تھی، میں نے رشوت دینے کے مقابلہ میں جیل جہنم میں جانے کے بجائے یہ عارضی تہاڑ جیل اچھی ہے، وہ مقدموں کے سلسلہ میں مشورہ کے دوران قیدیوں سے معلوم کرتے کہ اس قید میں اتنے پریشان ہو رہے ہو، جہاں کھانا، پانی، علاج، پنکھے بستر سب ہے، مرنے کے بعد کی جہنم کی پروا کیوں نہیں؟ جہاں نہ کھانا نہ پانی، اور سزا ہی سزا ہے، قیدیوں کو ان کے مولویانہ حلیہ اور ہر ایک کی ہمدردی کے جذبہ کی وجہ سے بہت تعلق ہو گیا تھا، وہ ان کی بات کو بہت گہرائی سے لیتے تھے، جیل میں وہ مسلمانوں میں بھی نماز وغیرہ کی دعوت کا کام کرتے تھے، اور غیر مسلم قیدیوں کو حضرت کی کتاب ”آپ کی امانت آپ کی سیوا میں“ دیتے، ”مرنے کے بعد کیا ہو گا؟“ اور ”نسیم ہدایت کے جھونکے“ (ہندی میں) بھی پڑھواتے، مولانا احمد صاحب میرے جتنے ساتھیوں نے اسلام قبول کیا ہے، سارے ساتھیوں کا خیال یہ ہے کہ ”آپ کی امانت آپ کی سیوا میں“ ایسے لگتی ہے جیسے کسی عمر قید کی سزا کاٹ رہے قیدی کو اچانک رہائی کا پروانہ مل جائے، اور میں تو بالکل اس کو مالک کے یہاں سے قید سے رہائی کا پروانہ ہی سمجھتا ہوں، ۱۷ جنوری ۲۰۱۰ء کو میں نے تہاڑ میں اسلام قبول کیا، دسمبر ۲۰۱۰ء میں ہم کچھ لوگوں کو ناگ پور جیل بھیجا گیا، وکیل صاحب کے ساتھ مل کر میں نے کام کیا، الحمد للہ کل ملا کر تہاڑ میں ۳۷ لوگوں نے اسلام قبول کیا، ان میں ایک بجرنگ دل کے وہ صاحب بھی تھے، جنھوں نے ۱۹۹۲ء کے فسادات میں دو امانوں کو قتل کیا تھا، اور بعد میں وہ خود اتنے پچھتائے کہ قتل میں جیل چلے گئے۔

”مولانا احمد صاحب میرے جتنے ساتھیوں نے اسلام قبول کیا ہے، سارے ساتھیوں کا خیال یہ ہے کہ ”آپ کی امانت آپ کی سیوا میں“ ایسے لگتی ہے جیسے کسی عمر قید کی سزا کاٹ رہے قیدی کو اچانک رہائی کا پروانہ مل جائے“

س: ناگپور میں بھی آپ نے کام کیا؟

ج: ناگپور میں اس سال مارچ میں رہائی تک رہا، اور الحمد للہ میں یہ سوچ کر جیل میں رہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی سنت زندہ کرنے کے لئے جیل کے اندر قیدیوں کو جہنم کی جیل سے آزاد کرانے کے لئے بھیجا ہے، الحمد للہ ۶۷ لوگ ناگپور جیل میں مسلمان ہوئے، ناگپور جیلر کے پاس لوگوں نے شکایت کی، مجھے معلوم ہوا کہ وہ مجھے بلاکریا کرنے والے ہیں میں نے اس خیال سے، اس سے پہلے کہ اندھیرے والے چراغ کو بجھانے کو کہیں، ہمیں اندھیروں کو روشن کرنا چاہئے، جیلر آر کے پاٹل سے وقت لیا، سب سے پہلے میں نے ان کو قانون کی آرٹیکل ۲۵ کے حوالہ سے ملک کے ہر شہری کو اپنے مذہب کی دعوت دینے کے مول ادھیکار (بنیادی حق) کی بات درازوردے کر کہی، کہ آپ ملک کے کسی شہری کو اس سے روکیں گے تو قانون توڑیں گے، اس کے بعد میں نے ان کو اپنا تعارف کرایا اور بتایا کہ مالک جانتا ہے کہ میں بالکل بے قصور سزا پارہا ہوں، اور اس مالک نے مجھ قیدی کو ناگپور جیل میں آپ جیلر پاٹل صاحب کو نرک کی خطرناک جیل سے چھڑانے کے لئے بھیجا ہے، میں نے کچھ آخرت کی بات کہہ کر ان کو آپ کی امانت دی، اور ان سے پڑھنے کا وعدہ لیا، اور اس پر کہ وہ ضرور اس کتاب کو پڑھیں ان کی ماں کے دودھ کی قسم لی، وہ کتاب انھوں نے پڑھی، ان کی سوچ کی دنیا بدل گئی، انھوں نے دوسری کوئی کتاب مانگی تو میں نے ’مرنے کے بعد کیا ہو گا؟‘ پھر ’نسیم ہدایت کے جھونکے‘ (ہندی میں) کتاب ان تک پہنچائی، مالک کا کرم ہے انھوں نے اسلام قبول کیا، پچھلے سال رمضان سے پہلے وہ مسلمان ہو گئے ہیں، ابھی عام اعلان تو نہیں کر سکے، انھوں نے پچھلے سال رمضان کے ایسے سخت روزے رکھے اور ناگپور کے کچھ تاجر مسلمانوں کے ساتھ مل کر جیل میں افطار اور سحری کا بہت اچھا انتظام کرایا اور پھر دہلی سفر کر کے میرے کیس کی پیروی کی، وکیل کیا اپنے خرچ سے، الحمد للہ میری رہائی ہو گئی۔

س: آپ کے گھر والوں کو معلوم ہو گیا؟

ج: میں جیل سے ہی اپنی ماں اور بھائیوں کو خط کے ذریعہ دعوت دیتا رہا، جیل سے رہا ہو کر گھر گیا، میری ماں اور دو بھائی الحمد للہ پہلے سے تیار تھے، انھوں نے اسلام قبول کر لیا ہے، میرے چچا کے بیٹے جو ڈاکٹر ہیں وہ بھی مسلمان ہو گئے ہیں، میں حضرت کی تقریر کی CD ناگپور سے لایا تھا اس میں انھوں نے کہا ہے کہ اسلام ایک نور ہے، اگر کوئی شخص اسلام لائے گا تو چراغ کی طرح اسلام کے نور سے منور ہو گا، جہاں رہے گا وہ روشنی پھیلانے گا، مومن جہاں ہو اسلام کا نور اس سے ضرور پھیلے گا، کسی چراغ کے بس میں نہیں کہ وہ روشن ہو اور روشنی نہ پھیلانے، اسی طرح مومن کے بس میں ہی نہیں کہ وہ داعی نہ ہو، الحمد للہ ہمارے جو ساتھی تہاڑ جیل سے مسلمان ہوئے اور جو ناگپور سے ہوئے ہر ایک کو دعوت کی دھن ہے، ایک محمد عمر ناگپور سے اور نگ آباد جیل میں گئے وہاں پر بہت لوگوں نے اسلام قبول کیا، ایک محمد اقبال بریلی جیل گئے، وہاں پر ایک ڈاکٹر صاحب کے ساتھ مل کر بہت کام کیا، ایک

محمد اسماعیل روہتک جیل میں گئے، وہاں پر اکیس لوگ مسلمان ہوئے اور یاہادی یار حیم پڑھ کر لوگ رہا ہوتے گئے، ان میں سے اکثر نے جا کر کام کیا، اور اپنے گھروں میں اپنی زندگی کا مقصد دعوت بنا کر کام کر رہے ہیں۔

س: ابی سے تو آپ پہلی مرتبہ ملے ہوں گے؟

ج: بظاہر تو پہلی مرتبہ ملے، مگر آپ کی امانت اور نسیم ہدایت کے جھونکے، اور وکیل صاحب سے (چونکہ وہ حضرت کے مرید ہیں) ان کی باتیں سن سن کر ایسا تعلق ہو گیا ہے، ایسا لگتا ہے جیسے نے ہم حضرت کی تربیت سے پلے ہیں، اور اب بیانات کی CD نے حضرت کے بول یاد کر دیئے ہیں، دیکھنے اور ملنے سے بھی ایسا لگا جیسے حضرت کو بہت دیکھا ہے۔

س: اب آپ کا کیا ارادہ ہے؟

ج: جماعت میں وقت لگا کر حضرت کے پاس کچھ وقت گزارنا ہے، اور پھر گورکھ پور کے آس پاس دعوت کا کام کرنا ہے

س: آپ کے بیوی بچوں کا کیا ہوا؟

ج: الحمد للہ میری بیوی اور دونوں بچے اسلام میں آگئے ہیں

س: ان کے اخراجات وغیرہ کا اس دور میں کیا ہو رہا ہے؟

ج: میری بیوی نے اپنے زیور بیچ کر اپنے بھائی کے ساتھ مل کر ایک کاروبار کیا تھا، الحمد للہ اس میں بڑی برکت ہوئی، میری بیوی نے مجھے جماعت کا خرچ دیا، اور اس نے طے کیا ہے کہ وہ حضرت خدیجہ کی طرح اپنے مال کو دعوت پر خرچ کرے گی، اتفاق سے ہمارے رواج کے خلاف وہ عمر میں مجھ سے آٹھ سال بڑی ہیں، اس طرح اللہ کا کرم یہ ہے کہ ایک طرح یہ سنت بھی اللہ نے بے مانگے دے دی۔

س: جماعت میں آپ رہے تو آپ کا دل غیر مسلموں میں دعوت کو نہیں چاہا؟

ج: اصل میں ابھی جماعت میں اس کی کھل کر اجازت نہیں، مگر کوئی موقع مل جاتا ہے تو پھر آدمی کیا کرے، راجستھان میں ہم کوٹہ میں کام کر رہے تھے، گشت کے لئے جا رہے تھے، ایک آشرم کے سامنے کچھ لوگ بیٹھے تھے، آشرم کے ذمہ دار بھی تھے، ہمیں روک کر بولے، آپ لوگ دھرم کے نام پر جماعت میں نکلے ہو، تو کیا ہم تمہارے بھائی نہیں؟ ہم سے ایسی نفرت کے ساتھ کیوں نگاہ چرا کر جا رہے ہو، ہمیں بھی بتاؤ، میں نے امیر صاحب سے اجازت لی اور سب سے گلے ملا اور بات کی، الحمد للہ چاروں لوگوں نے نقد کلمہ پڑھا، اور ہمارے ساتھ گشت کرایا، نماز پڑھی اور پھر بات کے بعد تشکیل ہوئی، چلے کے لئے نام بھی لکھائے اس طرح ایک دو، کہیں کہیں کام ہوتا رہا۔

س: اس مرتبہ آپ کے امیر کون ہیں؟

ج: اصل میں مجھ سے معلوم کیا تو میں نے بتایا کہ میں دو چلے لگا چکا ہوں، تو پھر جماعت کا مجھے ہی امیر بنادیا گیا، جماعت میں الگ الگ جگہ کے لوگ ہیں، میں نے بہت منع بھی کیا، مگر میرے ساتھ بس میرے یہ تینوں ساتھی بھی ہیں جن کا یہ تیسرا چلہ ہے، دو صاحب ہیں جن کے چھ سال پہلے چلے لگے تھے، ان ساتھیوں میں سے کوئی تیار نہیں ہوا، مجبوراً مجھے ہی امیر بنادیا گیا۔

س: آپ کا پہلا نام کیا تھا؟ کیا آپ نے نام جیل میں ہی بدل لیا تھا؟

ج: میرا نام سکھ رام تھا، ہمارا خاندان، برہمن خاندان ہے، وکیل صاحب نے میرا نام محمد فاروق اعظم رکھا اور مجھ سے کہا تم فاروق اعظم کی طرح اسلام کی مضبوطی اور قوت کے لئے کام کرنا، مجھے بھی اچھا لگا، اللہ کے لئے کیا مشکل ہے کہ نام کی برکت سے مجھ کم زور کو قوت والا بنا کر اسلام کی تقویت کا ذریعہ بنادے۔

س: آپ رمضان میں اللہ کے راستہ میں ہوں گے، آپ ہمارے لئے بھی دعا کیجئے؟

ج: مولانا احمد صاحب، آپ کے گھر سے جسمانی اور ظاہری تعلق میرا پرانا نہیں، مگر روئیں روئیں میں آپ کے گھرانہ سے تعلق ہے، حضرت اور حضرت کے ہر ساتھی بلکہ کتے کا بھی میں اپنے کو احسان مند پاتا ہوں۔

س: واقعی اللہ تعالیٰ کی رحمت اور شان ہدایت دیکھنی ہو تو آپ کو دیکھے، کہ اللہ نے گلے میں رسی ڈال کر آپ کو اسلام اور جنت کی راہ پر ڈال دیا۔

ج: اچھا آپ کو نہیں لگتا۔ وہ حدیث جب پڑھتا ہوں کہ کچھ لوگ ایسے ہوں گے کہ فرشتے ان کو اللہ کے حکم سے گلے میں رسی ڈال کر گھسیٹتے ہوئے جنت میں داخل کریں گے، مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ وہ رسی میرے گلے میں پڑی ہے، اور فرشتے مجھ کو گھسیٹتے لے جا رہے ہیں۔

س: آپ کا یہ انٹرویو ہمارے اردو میگزین ”ارمغان“ میں چھپے گا، آپ اس کے پڑھنے والوں کو کچھ پیغام دیں گے؟

ج: میں دودن کا مسلمان کیا پیغام دے سکتا ہوں، بس میں تو یہ کہہ سکتا ہوں کہ ایک مسلمان کی حیثیت روشن چراغ کی ہے جو روشن ہو گا تو روشنی پھیلانے گا، جہاں رہے گا روشنی پھیلانے گا، اور جس چراغ کی لو سے اس کی لو قریب ہوگی، تو بجھے چراغ کو جلا دے گا، مسلمان جہاں رہے اگر وہ اسلام اور ایمان کا نور وہاں نہیں پھیلا رہا ہے اور وہ دعوت کا کام نہیں کر رہا ہے، اور کفر اور شرک کے اندھیرے دل، ایمان سے منور نہیں ہو رہے ہیں تو وہ بجھے چراغ کی طرح ہے، بجھا چراغ چراغ کھلانے کے لائق نہیں، مسلمان کو داعی ہونا چاہئے، جہاں کفر و شرک کے اندھیرے دل ہوں، وہاں ایمان اور اسلام کی دعوت سے انھیں منور کرنا چاہئے اور جو مسلمان دعوت کا کام نہیں کر رہے میرا ان بجھے چراغوں کی لو سے اپنے دل کی کوئی لو لگا کر ان کو روشن کرنا چاہئے، تاکہ وہ بھی داعی بن جائیں، ایک وکیل صاحب نے جیل میں آکر مجھ بے جان آدمی کے دل کے چراغ کو اپنے چراغ کی لو لگا کر جلایا اور ایمان سے منور کیا، اب

اگر میں، چراغ سے چراغ اور چراغوں سے چراغ، تہاڑ جیل ناگپور، بریلی، روہتک، اورنگ آباد جیل، اور جیل سے رہائی پا کر گھر جا کر کام کرنے والوں کے ذریعہ ہدایت پانے والوں کا حساب لگاؤں تو تعداد ہزار سے بھی زیادہ ہو جائے گی، یہ بات صحیح ہے کہ یہ تعداد ہے ہی کیا، اس سلسلہ میں حضرت کی بات ہی ٹھیک ہے کہ جو لوگ ابھی کفر و شرک پر جہنم کی طرف جارہے ہیں ان کی تعداد ساڑھے چار ارب سے زیادہ ہے، ان کے مقابلہ میں جو اسلام کی طرف آرہے ہیں ہرگز قابل ذکر نہیں۔ مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ ایک چراغ سے ایک چراغ جل کر ہی ساڑھے چار ارب کی اندھیریاں دور ہو سکتی ہیں، اس لئے ساری دنیا کے مسلمانوں سے، خصوصاً ارغوان پڑھنے والوں سے میری درخواست ہے کہ اگر آپ کے ذریعہ صبح سے شام تک کوئی قریب رہنے والے خونی رشتہ کے بھائی بہن کی کفر و شرک کی اندھیری کم نہیں ہوئی اور آپ اس کو اسلام کے قریب نہ کر سکے، اور ساتھ رہنے والے مسلمان بھائیوں کے دل کی کوئی لواپنے دل کی لو لگا کر آپ نے اس کے اندر کچھ دعوتی جذبہ اور جوت نہیں جلائی تو پھر آپ زندہ مومن نہیں بلکہ بجھے چراغ ہیں، جو حقیقت میں چراغ کہلائے جانے کے لائق نہیں۔ دوسری درخواست یہ ہے کہ رمضان کا مبارک مہینہ آرہا ہے، اللہ کی خاص عطا کا مہینہ ہے ہمیں وفادار بندوں کی طرح اس ماہ کا استقبال کرنا چاہئے اور ہدی للناس قرآن مجید کے اس جشن شاہی میں اس بار اپنے اللہ سے پوری دنیا کے لوگوں کی ہدایت مانگنی چاہئے، میں نے تو پچھلے دو سالوں میں تجربہ کیا، میں نے جن جن لوگوں کا نام لے کر پچھلے دونوں رمضان میں ہدایت کی دعا مانگی میرے اللہ نے میری درخواست قبول کر لی، اور پھر دعوت دینے میں بالکل بھی مشکل پیش نہیں آئی۔

س: ماشاء اللہ۔ آپ کو اللہ کی ذات پر یقین میں صحابہ کے ایمان کا حصہ مل گیا ہے؟

ج: اتنی بڑی بات کہاں کہہ رہے ہیں؟ ہم تو صحابہ کے پاؤں کی خاک بھی نہیں، ہاں مگر ان کو اپنا بڑا کہنے پر فخر ہے، اور ہم ان کا عقیدت سے نام لینے والے ضرور ہیں۔

س: جزاکم اللہ، بہت بہت شکریہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ

ج: شکریہ تو آپ کا کہ آپ نے مجھے اس سعادت میں شریک کر لیا۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ☆



دعوت کے متعلق معلومات کے لیے مفید لنک

EmbraceIslam-GainPeace.com

رابطہ کریں:

altafkaleemi@gmail.com

رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ كَامِصِدَاق

انتخاب: حق کی یلغار، از قلم سعدی

آج دنیا میں عموماً اور مسلمانوں میں خصوصاً باہمی نزاع، اختلافات اور افتراق کا دور دورہ ہے۔ انہیں اختلافات کی نحوست سے امت مسلمہ کی اجتماعیت فنا ہو چکی ہے اور امت مختلف قوموں، قبیلوں، علاقوں اور نظریات میں بٹ چکی ہے اور آئے دن اس تفریق اور تقسیم میں اضافہ ہی اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ وہ قومیت اور عصبيت جس کی جڑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کاٹ ڈالی تھی اور قرآن مجید نے قومیت و عصبيت کے جاہلانہ نعروں کے توڑ کیلئے انما المؤمنون اخوة (تمام ایمان والے بھائی بھائی ہیں) کا عظیم اصول اتارا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قومیت کے نعروں کو بدبودار اور مردار قرار دیا تھا۔ آج پھر وہی قومیت مسلمانوں میں سر اٹھا چکی ہے اور مسلمان جسمانی، ذہنی، فکری اور قلبی طور پر مختلف علاقوں اور زبانوں کے نام پر تقسیم ہو چکے ہیں اور آج قومیت کا نعرہ ہی سب سے طاقتور نعرہ بن چکا ہے۔ اسی طرح وہ مسائل جن کا فیصلہ چودہ سو سال پہلے ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام اور امت کے ائمہ مجتہدین نے فرما دیا تھا آج کل ان مسائل پر نئی تحقیقات کے نام سے مسلمانوں کو مختلف گروہوں میں بانٹ دیا گیا ہے اور ہر گروہ دوسرے گروہ کا دشمن ہے۔ ان دو طرح کے نزاعات کے علاوہ ایک نزاع جو امت کے ہر طبقے اور ہر گروہ میں داخلی طور پر موجود ہے وہ ہے محض نفس پرستی، خود غرضی اور انسانیت کا نزاع جس نے تنظیموں کو کھوکھلا کر دیا ہے اور بڑے بڑے اداروں کو تباہ کر دیا ہے۔ کئی فعال انجمنیں ان نفسانی اختلافات کی بھیئت چڑھ چکی اور کئی بڑے بڑے ادارے ان اختلافات کا شکار ہو چکے ہیں۔ ہر تنظیم میں گروہ بندی اور ہر ادارے میں جتنے بندی موجود ہے۔ دنیاوی اور سیاسی جماعتوں اور اداروں میں تو اس طرح کے اختلافات کا وجود سمجھ میں بھی آتا ہے مگر وہ تنظیمیں اور ادارے جن کی بنیاد محض اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے رکھی گئی ہے اور ان کے مقاصد بہت بلند اور عزائم بہت مبارک ان میں اس طرح کے نفسانی اختلافات کا داخلہ اور ”توتوتو میں“ کا ماحول بہت ہی عجیب لگتا ہے اور دُکھ کی بات یہ ہے کہ آج اس طرح کے اختلافات کا سب سے بڑا شکار ہی دینی تنظیمیں اور دینی

ادارے ہیں۔ بعض ایسے افراد جن کی نظر میں ان کی عزت اور مقام ہی دنیا کا سب سے اہم مسئلہ ہوتا ہے اور انہیں اپنی اہمیت جتانے کا اذ حد شوق ہوتا ہے اس طرح کے اختلافات کی بنیاد بنتے اور پھر غلط فہمیوں کا ایک طوفان اٹھتا ہے جو ان تنظیموں اور اداروں کی وحدت کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے جاتا ہے اور دنیا تماشا دیکھتی رہ جاتی ہے۔ اے اللہ کے دین کے مجاہدو! خبردار اس طرح کے نفسانی اختلافات کو اپنے قریب مت آنے دینا کیونکہ تمہاری کامیابی صرف اور صرف اتحاد میں ہے اگر خدا نخواستہ تم بکھر گئے اور تمہارے دل ایک دوسرے سے ٹوٹ گئے اور تم بھی باہمی خلفشار کا شکار ہو گئے تو تم اللہ تعالیٰ کی نظر میں بھی گرجاؤ گے اور دشمن کے دل سے تمہارا رعب نکل جائے گا اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور شکست تمہارا مقدر بن جائے گی۔ اے ایمان کی خاطر جان دینے والو! شیطان کے مکر سے خود کو بچا کر چلو تمہاری زبانیں ایک دوسرے کی غیبت سے محفوظ ہونی چاہئیں اور تمہارے دل ایک دوسرے کیلئے محبت کے بھرے پیمانے ہونے چاہئیں جس طرح تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم ”اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ“ بنو، اسی طرح تم پر یہ بھی لازم ہے کہ تم ”رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ“ کا مکمل ثبوت پیش کرو۔ ان لوگوں سے ہوشیار رہو جو تمہیں آپس میں لڑانا چاہتے اور تم میں وسوسے پھیلاتے ہیں۔ ایسے انسان نما شیطانوں سے بھی محتاط رہو جو تم اپنے بڑوں اور اپنے ساتھیوں کے خلاف بغاوت پر اکساتے ہیں۔ یاد رکھو! آج امت مسلمہ کی نظریں تم پر لگی ہوئی ہیں۔ بوڑھی مائیں آنسوؤں سے تر آنچل اور جوان بہنیں اپنی پھٹی ہوئی پوشاکوں کی جھولی پھیلا کر تمہاری کامیابی کی دعا مانگ رہی ہیں۔ بڑے بڑے اکابر و مشائخ رات کے آخری اندھیروں میں تمہارے لئے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں گڑ گڑا رہے ہیں۔ کعبہ اللہ اور مسجد نبوی ﷺ تمہارے لئے کی گئیں دعاؤں سے گونج رہے ہیں۔ ایسے وقت میں تمہارے لئے ہر گز جائز نہیں کہ تم ایک دوسرے کا گریبان پکڑو۔ تمہارے لئے حرام ہے کہ تم اپنے حقوق اور عہدوں کی بات کرو۔ تمہارے لئے ناجائز ہے کہ تم اپنی ذاتی عزت اور وجاہت کے جھگڑے نمٹاؤ۔ یقین کرو! اگر مجاہدین کو چلانے والے چار افراد بھی ایسے میسر آ گئے جو ایک جسم کی طرح ہوئے اور ان کے دل ایک دوسرے کے احترام اور محبت سے لبریز ہوئے تو ایسی تنظیم کو نہ امریکہ شکست دے سکتا ہے نہ اسرائیل! لیکن اگر تم

ہزاروں میں ہوئے اور تمہارے دل ایک دوسرے سے الگ الگ رہے اور تم ایک دوسرے کی غیبت کرتے رہے تو تم
ایک کمزور دشمن کو بھی شکست نہیں دے سکتے۔☆

☆ بشکریہ رنگ و نور۔ سعدی، ص ۱۲۵-۱۲۷، تاریخ اشاعت غیر مذکور

رفض و شيعت کا موجد ابن سبا ایک یہودی

(قسط ۲)

سرونٹ آف صحابہ

حصہ دوم

ابن سبا یہودی شیعہ کتب میں ایسی حقیقت جس کا بہت سے شیعوں کو علم نہیں

ابو الحسن محمد بن موسیٰ النوبختی (متوفی 310 ھجری) یہ تیسری صدی میں شیعوں کے مایہ ناز علماء میں سے ہیں اس نے شیعوں کے فرقہ اور ان کے عقائد کے بارے میں لکھا ہے کتاب فرق الشیعہ ص 31 میں یہ الفاظ درج ہیں

”اور فرقہ جو کہتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ قتل نہیں ہوئے اور نہ ہی ان کی وفات ہوئی ہے وہ تب تک نہیں مر سکتے جب تک وہ عربوں کو اپنی چھڑی سے نہ چلائیں اور جب تک زمین انصاف و برابری سے بھر نہ جائے جیسا کہ اب وہ جبر و طاغوت سے بھری ہے۔“

یہ امت کا پہلا فرقہ ہے جس نے وقف پہ بات کی بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور پہلا جس نے غلو کیا اس فرقہ کو سبائیہ کہتے ہیں۔ یہ عبد اللہ بن سبا کے ساتھی تھے یہ ابو بکر، عمر و عثمان اور صحابہ رضی اللہ عنہم پر الزام بازی و تبرا کرتا تھا وہ کہتا تھا کہ علی رضی اللہ عنہ نے اسے ایسا کرنے کو کہا ہے، علی رضی اللہ عنہ نے اسے گرفتار کروایا اور اس کے بارے میں پوچھا تو اس نے اقرار کیا۔ تب علی رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا لیکن لوگوں نے احتجاج کیا اور کہا اے امیر المومنین کیا آپ ایسے آدمی کو قتل کرتے ہیں جو کہتا ہے کہ وہ اہل بیت سے محبت کرتا ہے اور ان کے دشمنوں سے بیزاری کرتا ہے تب علی رضی اللہ عنہ نے اسے مدین کی طرف جلا وطن کر دیا علی رضی اللہ عنہ اصحاب میں اہل علم کا کہنا ہے کہ عبد اللہ بن سبا پہلے یہودی تھا پھر مسلمان ہوا علی رضی اللہ عنہ کا طرف دار ہو گیا جب یہودی تھا تو یہ وہی چیز یوشع بن نون کے بارے میں کہتا تھا موسیٰ علیہ السلام کے بعد، جب مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہی کہتا تھا یہ پہلا شخص تھا جس نے کہا کہ امامت علی کا ماننا فرض ہے اس نے کھلے عام علی رضی اللہ عنہ کے دشمنوں کے خلاف بات کی اور ان کو کافر قرار دیا۔ یہی بات ہے جس کی وجہ سے مخالفین کہتے ہیں کہ رفض کی بنیاد یہودیوں سے لی گئی ہے۔

اب یہ بالکل ہی صاف اقرار ہے شیعوں کے علماء کی طرف سے نو بختی کا تنہا یہ قول ہی شیعوں کی پول کھول دیتا ہے جو وہ کہتے ہیں اموی ہی ابن سبا کے موجد ہیں صرف شیعوں کا پروفیسر گینڈہ ہے

الکشی اپنی رجال کی کتاب میں (ابن سبا شیعوں کی رجال کی کتب میں بھی ہے اب بھی یہ اس کا انکار کر سکتے ہیں) وہی اقرار کرتا ہے بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ عبد اللہ ابن سبا یہودی تھا اسلام لے آیا اور پھر حضرت علی کی ولایت کا قائل ہوا۔ اس پہلے جب یہ یہودی تھا تو حضرت یوشع کے بارے میں غلو کرتا تھا کہ وہ موسیٰ کے وصی ہیں۔ اسلام لانے کے بعد اس قسم کی بات حضرت علی کے بارے میں کی۔ یہ سب سے پہلا شخص ہے جس نے حضرت علی کی امامت کا قائل ہونا فرض ہے اور ان کی دشمنوں پر اعلانیہ تبرا کیا۔ اور مخالفوں کو کافر کہا یہی بات ہے جس کی وجہ سے مخالفین کہتے ہیں کہ ر فض کی بنیاد یہودیوں سے لی گئی ہے۔

اب ہم بالکل سادہ الفاظ میں الکشی اور نو بختی نے جو کہا ہے بیان کرتے ہیں

1- پہلا فرقہ جس نے غلو کیا اہل بیت کے بارے میں وہ سبائی ہیں۔ علی رضی اللہ عنہ ابن سبا کو جلا دینا چاہتے تھے لیکن پھر اس کو انہوں نے جلا وطن کر دیا اس کے بعد جب اس کے کچھ ساتھیوں نے کفر (علی خود خدا ہیں وغیرہ) کو بار بار زکر کیا تو انہوں ان کو جلا دیا (یہ جلا دینے کی روایت سنی و شیعہ کتب میں ملتی ہیں)

2- یہ پہلا ہے جس نے سیدنا ابی بکر، عمرو عثمان اور دوسرے صحابہ پر تبرا کیا اور ان سے بیزاری کا اعلان کیا (جیسے آج کے رافضی کرتے ہیں) اور کہا کہ اس کو ایسا کرنے کے لئے علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے (جیسے آج کے رافضی کہتے ہیں) علی رضی اللہ عنہ اسے قتل کرنا چاہتے تھے پر صرف لوگوں کے احتجاج کے بنا پر آپ نے اسے جلا وطن کر دیا۔

3- نو بختی کہتے ہیں کہ علی علیہ السلام کے اصحاب میں سے اہل علم سمجھتے ہیں کہ عبد اللہ بن سبا یہودی تھا (اصحاب علی کے الفاظ بعد کے شیعہ علماء نے نکال دئے)

آپ دیکھ سکتے ہیں کہ کچھ رافضیوں کی طرح شیعہ علماء سنی روایات شیعوں کے لئے نقل نہیں کرتے بلکہ وہ اقرار کرتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ کی پیروی کرنے والوں میں سے ایک گروہ یہ اقرار کرتا تھا کہ عبد اللہ بن سبا کا وجود ہے اور وہ یہودی تھا جو کہ ہم نے نو بختی کی قول سے ثابت کیا۔ ہم نے آپ سے پہلے وعدہ کیا تھا نہ ہم شیعوں کا پول کھول دیں گے جب وہ ابن سبا کا انکار کریں گے

بعد کے رافضی جانتے تھے کہ یہ قول

من أهل العلم من أصحاب علي عليه السلام أن عبد الله بن سبأ كان يهودي

ان کے لئے ایک ہم کی طرح ہے اس لئے انہوں نے اس میں ترمیم کر دی اور اس کا ضروری حصہ غائب کر دیا تاکہ لوگ سمجھیں کہ اہل بیت یا اصحاب علی میں سے کسی نے نہیں کہا کہ ابن سبأ کا وجود ہے

رافضیوں کے اس فراڈ کی مثال یہاں ہر ہے جو ان کے علماء نے سچ کو چھپانے کے لئے کیا۔

نوبختی متونی 310 ہجری لکھتا ہے

حکى جماعة من اهل العلم من اصحاب علي عليه السلام ان عبد الله بن سبأ كان يهودياً فاسلم و والى عليا عليه السلام و كان يقول و هو على يهوديته في يوشع بن نون بعد موسى عليه السلام بهذه المقالة فقال في اسلام

علی رضی اللہ عنہ اصحاب میں اہل علم کا کہنا ہے کہ عبد اللہ بن سبا پہلے یہودی تھا پھر مسلمان ہوا علی رضی اللہ عنہ کا طرف دار ہو گیا جب یہودی تھا تو یہ وہی چیز یوشع بن نون کے بارے میں کہتا تھا موسیٰ علیہ السلام کے بعد، جب مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہی کہتا تھا

الکشی متونی 340 نے اس میں ترمیم کرتے ہوئے من اصحاب علی علیہ السلام کے الفاظ نکال دئے اور لکھا کہ

حکى جماعة من اهل العلم ان عبد الله بن سبأ كان يهودياً

الخوئی نے پھر اور ترمیم کرتے ہوئے اہل علم کے الفاظ بھی نکال دئے اور لکھا کہ

معجم رجال الحديث - السيد الخوئی - ج 11 - ص 206 - 207

وقال الكشي: ”ذكر بعض أن عبد الله بن سبأ كان يهودياً

الخوئی نے الکشی کی عبارت نقل کی ہے کہ کچھ کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن سبا یہودی تھا

اس فراڈ کی ایک اور مثال ملاحظہ کریں

یہاں الخوئی نے خیانت کرتے ہوئے الکشی کے الفاظ حذف کر دئے جو یہ تھے

وَذَكَرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ

ان الفاظ کو الخوئی نے بعض سے تبدیل کر دیا۔

آپ دیکھ سکتے ہیں کہ کس طرح کا اختلاف پیدا کیا گیا ہے بعد والا (الخوئی) کہتا ہے کہ یہ انجان لوگوں کا خیال ہے کہ ابن سبا یہودی تھا پہلے والا (الکشی) کہتا ہے کہ یہ اہل علم تھے جو کہتے ہیں ابن سبا کا وجود ہے جو یہودی تھا حقیقت میں پہلے والوں نے یہ بھی تسلیم کیا کہ وہ پہلا تھا جو ابو بکر عمر و عثمان پر تبرا کرتا تھا یہ پہلا تھا جس نے امیر المومنین کی امامت کے بارے میں بات کی یہ پہلا تھا جس نے کہا کہ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی ہیں اس نے یہ بھی کہا کہ وہ یہ صرف اس لئے کہتا ہے کہ وہ اہل بیت سے محبت کرتا ہے (جیسے آج کے رافضی کہتے ہیں) وہ ان کی تابعداری اور ان کی دشمنوں سے بیزاری کی بات کرتا ہے اور دشمن سے اس کی مراد صحابہ ہے۔

تو ہم نے دو شیعہ علماء نو بختی اور کشی کا اقرار دیکھ لیا اس میں اور بھی ہیں

الماتقانی (یہ وہی کافر شیعہ عالم ہے جس نے اقرار کیا کہ شیعہ مذہب میں سواء تین سب صحابہ مرتد ہو گئے) اپنی کتاب تنقیح المقال فی علم الرجال 2-183-184 پر کہتا ہے

عبدالله بن سبأ الذي رجع إلى الكفر وأظهر الغلو... غال ملعون، حرقه أمير المؤمنين عليه السلام بالنار، وكان يزعم أن علياً إله، وأنه نبي

عبد اللہ بن سبا جو کہ کفر کی طرف پلٹ گیا اور مشہور غلو باز تھا اور لعنتیوں میں سے تھا امیر المومنین نے اسے آگ میں جلادیا تھا وہ کہتا تھا کہ علی رضی اللہ عنہ خدا ہیں وہ یعنی عبد اللہ بن سبا پیغمبر ہے

سعد بن عبد اللہ العشری القمی المقالات الفراق ص ۲۰ پر کہتا ہے

السبئية أصحاب عبد الله بن سبأ، وهو عبد الله بن وهب الراسبي الهمداني، وسأعدة على ذلك عبد الله بن خرسی وابن اسود وهما من أجل أصحابه، وكان أول من أظهر الطعن على أبي بكر وعمر و عثمان والصحابه وتبرأ منهم

السبائیہ جو کہ عبد اللہ بن سبا کے اصحاب تھے اور وہ عبد اللہ بن وہب الحمدانی ہے اور جو کہ عبد اللہ بن خرسی اور ابن اسود اس کی امداد کرتے تھے وہ اس کے ساتھیوں میں سے شاندار تھے یہ پہلا تھا جس نے اعلانیہ ابو بکر عمرو عثمان اور صحابہ پر تبرا کیا اور ان سے بیزاری کا اعلان کیا

کیکڑے کی طرح دکھنے والا نعمت اللہ الجزا ئری کہتا ہے

قال عبد الله بن سبأ لعلي عليه السلام: أنت الإله حقاً، فنفاة على عليه السلام إلى المداين، وقيل أنه كان يهودياً فأسلم، وكان في اليهودية يقول في يوشع بن نون وفي موسى مثل ما قال في علي

عبد اللہ بن سبا نے علی علیہ السلام کو کہا کہ آپ رب ہیں تب علی رضی اللہ عنہ نے اس کو مدین کی طرف جلا وطن کر دیا کہا جاتا ہے کہ وہ یہودی تھا اسلام لے آیا جب یہودی تھا تو یوشع بن نون کے بارے میں وہی کہتا تھا جو علی رض کے بارے میں کہتا تھا

سب شیعہ علماء نے ابن سبا اس کے عقائد اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں ذکر کیا ہے سید قومی جو کہ 301 ہجری میں وفات پا گئے، شیخ طائفہ الطوسی، تستری نے قاموس رجال مین، عباس قتی نے تحفہ الاحباب، انصاری نے روضات الجنات، نسخ تاریخ اور روضات الصفا کے مصنفین نے بھی اس کا ذکر کیا اس ساری بحث سے ہم نے یہ ثابت کر دیا کہ عبد اللہ بن سبا کا وجود ہے جو کہ یہودی تھا اور اس کی جس نے مدد کی یا اس کے عقائد اپنائے ان کو سبائی کہا جاتا ہے علماء شیعہ اس حقیقت سے بالکل واقف ہیں کہ وہ ہر ثبوت کو رد نہیں کر سکتے جو کہ ہم نے یہاں نقل کی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ الکاشی مین امام ابن سبا کو لعنت کرتے دکھائی دیتے ہیں کیا امام ایک فرضی شخص لعنت کر سکتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو ابن سبا کے وجود کا انکار کرتے ہیں جن میں یاسر الخنیس، العسکری، الوائلی اور دوسرے رافضی ہیں لیکن آپ نے دیکھا کہ ہم نے ان کے خیال کا رد پیش کیا اب ان کے پاس اس پر کھڑے رہنے کے لئے ٹانگ نہیں ہے کیوں وہ ان کے اماموں نے ابن سبا کو لعنت کر کے کھینچ لی ہے۔☆

(جاری۔۔۔)

آخری نبی کا پہلا خلیفہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

جب سے دنیا بنی ہے کائنات میں اتنی بڑی آزمائش نہیں آئی جتنی نبی الانبیاء، امام الانبیاء، فخر الانبیاء، سید الانبیاء، خاتم الانبیاء کی وفات کے دن پیش آئی۔ ارض و فلک دم بخود، آفتاب و ماہتاب اشکبار، حجر و شجر ساکت، جن و انس مضطرب، مدینہ طیبہ کے درو دیوار سے حزن و ملال کی آہیں، اہل اسلام کا وہ کون سا فرد ہے جو حسرت و یاس کے عالم میں معطل حواس کے ساتھ رنجیدہ خاطر نہ ہو کہ کائنات کے ہادی اعظم اور محسن اعظم نے پردہ فرما لیا، یعنی اللہ کے آخری نبی، رسول اور پیغامبر رفاقت اعلیٰ کے عہد کی پاسداری کے لیے لبیک کہہ کر اس جہان سے کوچ فرما گئے۔ اللہ کے آخری نمائندے نے اپنے پہلے نمائندے کو اپنا اثاثہ، اپنا سرمایہ اور اپنی امت سپرد کر دی۔

بیت اللہ کو بسانے والے نبی کے اہل بیت جاں بلب ہیں، صحابہ کرام رنج و گریہ کے عالم میں جدائی محبوب سے زمین میں گڑے جا رہے ہیں، سوگوار فضاء میں اسلام، اہل اسلام، اسلامی ریاست اور حالات کو سنبھالتے ہوئے افضل البشر بعد الانبیاء کی ایمان افروز، تسلی بخش اور مبنی بر حقیقت صدا گوئی:

لَا يَذِيْقُكَ اللَّهُ الْمَوْتَ تَيْنِ ابَدًا

آپ پر جو ایک موت آنی تھی سو وہ آگئی۔ اب دوبارہ (قبر میں) آپ کو کبھی موت نہیں آئے گی۔ بلکہ حیات ہی حیات حاصل رہے گی۔ گویا ان الفاظ سے امت کو یہ تسلی دی کہ ہمارا اور نبوت کا رشتہ بالکلیہ ختم نہیں ہوا بلکہ آپ کی رحمت اور گناہگاروں کے لیے استغفار اور دعا والا سلسلہ جوں کا توں قیامت تک باقی رہے گا۔

اور اس کے بعد محبوب کل جہاں کے رخ حسین تر؛ کی پیشانی مبارک سے حق و صداقت کے اعلان و اظہار کے لیے اپنے لبوں سے خیرات حاصل کی۔ پر نم بوجھل پلکوں اور فراق یار سے معمور بوجھل سینے سے امت کی رہنمائی کے بوجھ کو اٹھانے کا عہد کیا۔ یہ عہد کرنے والے رسول اللہ کے پہلے خلیفہ، امیر المومنین سیدنا ابو بکر صدیق ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو جس مقام پر چھوڑ کر گئے تھے اس مقام سے آپ نے آگے کا سفر شروع کیا۔ آپ کی زندگی حیات نبوت کی پرتو تھی، علم و عمل، تقویٰ و للہیت، طور طریقے، عادات و اخلاق، سلوک و احسان، ماہ و سال، سفر و حضر، نشیب و فراز، مد و جزر، مصائب و آسائش، جنگ و امن، الغرض ہر شعبہ زندگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرصع نگاری کے انمول شاہکار اور کمالات نبوت کے آئینہ دار تھے۔

ولادت :

آپ کی ولادت واقعہ فیل سے تین سال بعد 573ء میں ہوئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ دو سال چند ماہ چھوٹے ہیں۔

نام مبارک اور نسب:

امام زر قانی نے شرح المواہب میں لکھا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام عبد رب الکعبہ تھا۔ امام قرطبی کے بقول حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام عبداللہ تجویز فرمایا۔

تاریخ کی کتب میں مذکور ہے کہ آپ کے والد ماجد ابو قحافہ کا نام "عثمان" تھا، جن کا تعلق بنو تیم قبیلہ سے تھا اور نسب مبارک اس طرح ہے۔

ابوقحافہ عثمان بن عامر بن عمر بن کعب بن سعد بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر القرشی التیمی۔
جبکہ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام ”ام الخیر سلمیٰ“ تھا، ان کا نسب مبارک اس طرح ہے۔
سلمیٰ بنت صخر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم۔

کنیت:

کنیت ابو بکر ہے۔ جس کے معنی سبقت کرنے، پہل کرنے والے کے ہوتے ہیں۔ چنانچہ آپ ہر خیر کے کام میں سبقت فرمایا کرتے۔ مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول فرمایا، دین اسلام کی اشاعت میں سب سے پہلے اپنا مال خرچ کرنے کی سعادت حاصل کی۔

عتیق و صدیق:

یہ دو آپ کے القاب ہیں۔ امام ترمذی نے اپنی سنن میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ کی ایک روایت ذکر کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”تم من جانب اللہ جہنم کی آگ سے آزاد (محفوظ) ہو۔“ اسی دن سے آپ کو عتیق کہا جانے لگا۔

امام حاکم مستدرک علی الصحیحین میں ایک روایت نقل فرماتے ہیں کہ شب معراج کے اگلے دن مشرکین مکہ حضرت ابو بکر کے پاس آئے اور کہا، اپنے صاحب کی اب بھی تصدیق کرو گے؟ انہوں نے دعویٰ کیا ہے ”راتوں رات بیت المقدس کی سیر کر آتے ہیں“

ابو بکر صدیق نے کہا: ”بیشک آپ نے سچ فرمایا ہے، میں تو صبح و شام اس سے بھی اہم امور کی تصدیق کرتا ہوں۔“ اس واقعہ سے آپ کا لقب صدیق مشہور ہو گیا۔

حلیہ مبارک :

تاریخ کی کتب میں آپ رضی اللہ عنہ کے حلیہ مبارک کچھ اس طرح منظر کشی کی گئی ہے کہ آپ کا رنگ سفید ، رخسار ہلکے ہلکے ، چہرہ باریک اور پتلا ، پیشانی بلند۔

بچپن :

ارشاد الساری اور مراقاة میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مہاجرین و انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تشریف فرماتھے تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے بچپن کا واقعہ سناتے ہوئے فرمانے لگے کہ یا رسول اللہ ! میرے والد زمانہ جاہلیت میں مجھے صنم کدے لے گئے اور بتوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مجھ سے کہا یہ تمہارے خدا ہیں انہیں سجدہ کر۔ وہ تو یہ کہہ کر باہر چلے گئے۔ تو میں نے بتوں کو عاجز ثابت کرنے کے لیے کہا میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دے۔ وہ کچھ نہ بولا۔ فرمایا: میں ننگا ہوں مجھے کپڑا پہنا۔ وہ کچھ نہ بولا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پتھر ہاتھ میں لیکر فرمایا میں تجھ پر پتھر مارتا ہوں اگر تو خدا ہے تو اپنے آپ کو بچا۔ وہ پھر بھی کچھ نہ بولا تو آخر کار میں پوری قوت سے اس کو پتھر مارا تو وہ منہ کے بل گر پڑا۔ عین اسی وقت میرے والد واپس آئے۔ یہ ماجرا دیکھ کر فرمایا کہ یہ کیا کیا؟ میں نے کہا وہی جو آپ نے دیکھا۔ وہ مجھے میری والدہ کے پاس لیکر آئے اور سارا واقعہ ان سے بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا اس بچے سے کچھ نہ کہو کہ جس رات یہ پیدا ہوئے میرے پاس کوئی نہ تھا میں نے ایک آواز سنی کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا: اے اللہ کی بندی! تجھے خوشخبری ہو اس آزاد بچے کی جس کا نام آسمانوں میں صدیق ہے اور جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دوست ہے۔

آپ کے بچپن سے متعلق تاریخِ خلفاء میں ہے کہ ایک بار صحابہ کرام میں سے کسی نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے جاہلیت میں شراب پی ہے۔ آپ نے فرمایا خدا کی پناہ میں نے کبھی شراب نہیں پی۔ لوگوں نے کہا کیوں؟ فرمایا میں اپنی عزت و آبرو کو بچاتا تھا اور مروت کی حفاظت کرتا تھا۔ اس لئے کہ جو شخص شراب پیتا ہے اس کی عزت و ناموس اور مروت جاتی رہتی ہے۔ جب اس بات کی خبر حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے دوبار فرمایا سچ کہا ابو بکر نے سچ کہا۔

مبارک خواب :

سیرت حلبیہ میں ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ بغرض تجارت شام تشریف لے گئے وہاں آپ کی ملاقات بحیرا راہب سے بھی ہوئی وہ خوابوں کی تعبیر بتلایا کرتے تھے۔ ان سے اپنا خواب ذکر کیا کہ میں نے خواب دیکھا کہ مکہ میں کعبۃ اللہ کی چھت پر چاند اتر رہا ہے اور اس کی روشنی سارے گھروں میں پھیل گئی ہے پھر وہ روشنی میری گود میں آگئی ہے۔ تو بحیرا راہب نے تعبیر دیتے ہوئے کہا کہ تو اس نبی کی تابعداری کرے گا جس کی اس زمانے میں انتظار کی جا رہی ہے اور اس کے ظہور کا زمانہ بہت قریب آچکا ہے تو اس نبی کے قرب کی وجہ سے لوگوں میں سب سے زیادہ سعادت مند ہوگا۔

نوٹ : امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خود بھی خواب کی تعبیر دینے میں اپنی مثال نہیں رکھتے تھے اور اسی طرح علم الانساب میں بھی آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا۔

ایمان :

خصائص الکبریٰ اور ریاض النضرہ میں ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے شام میں خواب دیکھا۔ اس کی تعبیر بحیرا راہب سے پوچھی تو اس نے کہا کہ تیری قوم میں ایک نبی مبعوث ہوگا تو اس کی زندگی میں

اس کا وزیر ہوگا اور اس کی وفات کے بعد اس کا خلیفہ ہوگا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس بات کو اپنے دل میں چھپائے رکھا پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اللہ کے نبی سے اس پر دلیل مانگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ اس کی دلیل وہ خواب ہے جو تو نے شام میں دیکھا تھا۔ چنانچہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر بوسہ دیا۔

مقام نگاہ نبوت میں :

آپ کا مقام نگاہ نبوت میں بہت بلند تھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی چیز ایسی اللہ تعالیٰ نے میرے سینہ میں نہیں ڈالی جس کو میں نے ابو بکر کے سینہ میں نہ ڈال دیا ہو۔ صحیح مسلم میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”وہ کون شخص ہے جس نے آج روزہ رکھ کر صبح کی ہو؟“

ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا ”میں نے“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”وہ کون ہے جو آج جنازہ کے ساتھ گیا ہو؟“

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا ”میں!“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! ”وہ کون ہے جس نے آج مسکین کو کھانا کھلا کر تسکین دی ہو؟“

ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ ”میں نے!“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ”وہ کون آدمی ہے جس نے آج کسی بیمار کی خبر گیری کی ہو؟“

ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، ”میں نے!“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ”یہ کام اُسی آدمی میں جمع ہوتے ہیں جو جنت میں جائے گا۔“

نوٹ: آپ کے مقام و مرتبہ پر کافی آیات و احادیث موجود ہیں۔

صحبت و معیت:

قبول اسلام سے پہلے بھی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت عمدہ تعلقات تھے اور قبول اسلام کے بعد تو ساری زندگی آپ سے لمحہ بھر کے لیے جدا نہ ہوئے۔ یہاں تک کہ آج تک روضہ مبارکہ میں آپ کے پہلو میں ساتھ نبھا رہے ہیں۔

ہجرت:

سیرت کی تمام معتبر کتابوں میں ہجرت کا واقعہ تفصیل کے ساتھ موجود ہے مختصراً یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں اللہ کے دین کی دعوت دیتے رہے بعض خوش نصیب افراد نے آپ کی دعوت پر لبیک کہا اور اسلام قبول کر لیا لیکن اکثر اپنی سرکشیوں کی وجہ سے آپ کو اور آپ کے رفقاء کار کو طرح طرح کی تکالیف دیتے چنانچہ اللہ کی طرف سے ہجرت کا حکم نازل ہوا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر خطر سفر میں اپنے رفیق سفر کا جب انتخاب فرماتے ہیں تو آپ کی نگاہ سیدنا صدیق اکبر پر جا کر ٹھہرتی ہے۔ اسی سفر میں وہ واقعہ بھی پیش آیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کندھوں پر سوار ہو گئے اور چنانچہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھا کر غار ثور تک پہنچے۔ غار کی صفائی کی، آپ تین دن تک وہاں رہے۔ آپ کی بیٹی روزانہ لوگوں کی نظروں سے بچ بچا کر آپ کے لیے کھانا پہنچاتیں۔ دشمن آپ کی تلاش میں پیچھے پیچھے غار تک پہنچ گیا۔ یہاں تک کہ اس کے قدم بھی دکھائے دینے لگے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم کے بارے میں خوف ہوا تو تسلی کے لیے قرآن کی آیات نازل ہوئیں مزید سیدنا صدیق اکبر کی صحابیت کا اعزاز بھی اپنے سینے پر تاقیامت نقش

کر دیا۔ اس غار میں وہ سانپ کے ڈسنے والا واقعہ بھی پیش آیا۔ جس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن سیدنا صدیق اکبر کی ایڑھی پر لگایا۔

خلافت :

سیرت حلبیہ اور دیگر کتب سیرت میں موجود ہے کہ امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :
”تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اس لیے اتفاق کر لیا تھا کہ اس آسمان کے نیچے ابو بکر سے بہتر اور کوئی شخص نہیں تھا۔“

امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اپنی معروف کتاب ”ازالۃ الخفاء“ میں خلافت کے مفہوم پر نہایت ہی عمدہ اور لطیف بحث کی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے:

”حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت عام تھی اور آپ تمام بنی نوع انسان کی ہدایت کے واسطے مبعوث ہوئے تھے بعد بعثت آپ نے جن امور کا اہتمام کوشش بلوغ کے ساتھ فرمایا... تمام کوششوں کا مرجع اقامت دین تھی... علوم دین کا احیاء (قائم رکھنا اور رائج کرنا) علوم دین سے مراد ہے قرآن و سنت کی تعلیم اور وعظ و نصیحت، ارکان اسلام نماز، روزہ، حج وغیرہ کا قیام و استحکام، لشکر کا تقرر غزوات کا اہتمام، مقدمات کا انفصال، قاضیوں کا تقرر، امر بالمعروف (عمدہ افعال و اوصاف کا حکم دینا اور ان کو رائج کرنا) و نہی عن المنکر (بری باتوں کو روکنا اور ان کا انسداد کرنا) جو حکام نائب مقرر ہوں ان کی نگرانی کہ پابند حکم رہیں اور خلاف ورزی احکام نہ کریں ان جملہ امور کا اہتمام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ نفس نفیس فرمایا اور ان کے انصرام کے واسطے نائب بھی مقرر ہوئے وعظ و نصیحت فرمائی، صحابہ کو ممالک میں وعظ و نصیحت کے واسطے بھیجا، جمعہ و عیدین و پنج وقتہ نماز کی امامت خود فرمائی، دوسرے مقامات کے واسطے امام مقرر کیے، وصول زکوٰۃ کے واسطے عامل مامور کیے، وصول شدہ اموال کو

مصارف مقررہ میں صرف کیا، رویت ہلال کی شہادت آپ کے حضور میں پیش ہوئی اور بعد ثبوت روزہ رکھنے یا عید کرنے کا حکم صادر ہوتا، حج کا اہتمام بعض اوقات خود فرمایا بعض اوقات نائب مقرر کیے جس طرح 9 ہجری میں حضرت ابو بکر صدیق کو امیر حج مقرر کر کے بھیجا، غزوات کی سپہ سالاری خود کی نیز اُمراء نائب سے یہ کام لیا گیا مقدمات و معاملات کے فیصلے کیے گئے قاضیوں کا تقرر عمل میں آیا۔ وغیرہ گویا خدائی احکامات کو نبوی منہج کے مطابق نافذ کرنے کا نام خلافت ہے۔“

خاندان نبی کا خیال :

خليفة منتخب ہونے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کا بہت زیادہ خیال فرمایا۔ ان کی تمام معاشی و معاشرتی ضروریات کو پورا کیا۔ یہ ایسی عظیم الشان حقیقت ہے کہ تاریخ اسلام پر لکھی جانے والی تمام معتبر کتب اس بات پر گواہ ہیں۔

خلافت کے بعد ابتدائی خطبہ:

امام ابن سعد نے طبقات اور امام ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین و تدفین سے فارغ ہونے کے بعد دوسرے دن سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت عام ہوئی۔ اس موقع پر آپ رضی اللہ عنہ نے ایک شاندار فقید المثل خطبہ دیا:

”حمد و ثنا کے بعد فرمایا: لوگو! میں آپ لوگوں پر ولی منتخب کیا گیا ہوں حالانکہ میں تم سے بہترین نہیں ہوں۔ اگر میں اچھی بات کروں تو تم میرا ساتھ دینا اگر میں خطا کروں تو میری غلطی درست کرا دینا۔ سچائی ایک امانت ہے اور جھوٹ خیانت۔ تم میں جو کمزور ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے میں اس کا حق ضرور دلوں گا۔ اور جو تم میں سے قوی ہے میرے ہاں کمزور ہے میں اس سے پورا حق وصول کروں گا۔ جو قوم بھی اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ترک کر دیتی ہے اس پر اللہ تعالیٰ ذلت و رسوائی ڈال دیتے ہیں اور جو

قوم علانیہ برائیوں میں مبتلا ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ ان پر مصائب و تکالیف مسلط کر دیتے ہیں۔ جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کروں تم میری بات ماننا اور جب میں خدا اور رسول کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت واجب نہیں اللہ تم پر رحم فرمائے اب نماز کا وقت ہو گیا ہے۔“

ریاستی ذمہ داریاں:

تمام تاریخ نویسوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد ریاستی ذمہ داریوں کو بخوبی نبھایا۔ امن و آشتی، عدل و انصاف، خوشحالی و ترقی گھر گھر تک پہنچائیں، معیشت کو مستحکم کرنے کے لیے اقدامات کیے اور مدینہ منورہ کے ریاستی انتظامات جیسے عہد نبوی میں چلے آ رہے تھے ان کو بحال رکھا۔

نمایاں کارنامے:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بے شمار کارنامے ایسے ہیں جن پر دنیا رہتی دنیا تک ناز کرے گی۔ حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مختلف ایسے فتنے رونما ہوئے جو اسلام کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے اپنی توانیاں صرف کر رہے تھے۔ ان میں مدعیان نبوت کا فتنہ سر فہرست ہے۔ یمن میں اسود عنسی، یمامہ میں مسیلمہ کذاب، جزیرہ میں سجاح دختر حارث، بنو اسد و بنو طی میں طلیحہ اسدی نے نبوت کے دعویٰ داغ دیے۔ ختم نبوت کوئی معمولی مسئلہ نہ تھا کہ جس کے لیے مصلحت اختیار کر لی جاتی۔ بلکہ یہ تو اسلام کے اساسی و بنیادی عقائد میں شامل ہے۔ اس لیے اس فتنے کے خلاف سیدنا صدیق اکبر نے اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لائیں اور لشکر اسلامی کو بھیج کر ان کا قلعہ قمع کیا۔

فتنہ مانعین زکوٰۃ نے سر اٹھایا اور کہا کہ ہم سے زکوٰۃ وصول کرنے کا اختیار صرف رسول پاک تو تھا آپ کو نہیں۔ آپ نے اس فتنے کا پوری قوت اور جوانمردی سے مقابلہ کیا اور برملا فرمایا کہ جو عہد نبوی میں

زکوٰۃ دیتا تھا اور اب اگر اس کے حصے میں اونٹ کی ایک رسی بھی زکوٰۃ کی بنتی ہے وہ نہیں دیتا تو میں اس سے قتال کروں گا۔

اس کے بعد ہر سو کفار کی طرف سے جنگوں کی ابتداء ہوئی۔ عراق میں آپ نے سیدنا خالد بن ولید کے تحت لشکر روانہ کیا۔ عراق کے بہت سے مضافات آپ نے فتح کیے۔ خورنق، سدیر اور نجف کے لوگوں سے مقابلہ ہوا۔ بوازج، کلوازی کے باشندوں نے مغلوبانہ صلح کی۔ اہل انبار سے کامیاب معرکہ لڑا گیا، عین التمر میں اسلام کو غلبہ ملا، دومتہ الجندل میں اہل اسلام کامیاب ہوئے، اس کے بعد حمید، فضیع اور فراض پر اسلامی لشکر فتح و نصرت کے پھریرے لہراتے گئے۔ لشکر صدیقی نے شام میں رومیوں کو ناکوں چنے چبوائے۔

جمع قرآن کی خدمت بھی آپ کے مبارک دور کی یادگار ہے۔ قیامت کی صبح تک آنے والے ہر شخص پر آپ رضی اللہ عنہ کا احسان موجود ہے جتنے بھی لوگ قرآن پڑھتے رہے پڑھ رہے ہیں یا آئندہ پڑھیں گے ان کے ثواب میں سیدنا صدیق اکبر برابر کے شریک ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ تصوف یعنی سلوک و احسان کے سلسلہ نقشبندیہ میں آپ کی حیثیت بہت قابل قدر ہے۔ آپ کی علمی خدمات بھی موجود ہیں چنانچہ ایک قول کے مطابق ایک سوبیا لیس حدیثیں بہ روایت حضرت ابو بکر صدیق مروی ہیں۔ جن کو امام جلال الدین سیوطی نے ”تاریخ الخلفاء“ میں ایک جگہ جمع کر دیا ہے، اُمت کو فقہی معاملات میں جو مشکلات درپیش تھیں آپ نے اُن کا حل تجویز کیا مثلاً میراث جدہ، میراث جد، تفسیر کلالہ، حد شرب خمر وغیرہ۔

وفات :

بالآخر وہ وعدہ وفا ہونے کا وقت آ پہنچا کہ ہر ذی روح موت کا پیالہ ضرور پیے گا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پہلا جائزہ و فادار صحابی اور پہلا خلیفہ ۱۳ ہجری جمادی الثانی کے ساتویں دن بیمار ہوئے اور ۱۵ دن علیل رہ کر ۲۲ جمادی الثانی مغرب اور عشاء کی درمیان فراق یار کو خیر باد کہہ کر وصال یار کے لیے عازم سفر ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون .

وصیت اور تدفین:

الشریعہ میں امام آجری رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے روضہ رسول کے سامنے رکھ دینا اور عرض کرنا کہ آپ کا غلام آیا ہے اگر اجازت مل جائے تو وہاں دفن کرنا ورنہ مجھے عام مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا۔ تفسیر کبیر میں امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وصیت کے مطابق آپ کی میت کو روضہ رسول کے سامنے رکھا گیا اور یوں عرض کی گئی :

”یا رسول اللہ آپ کا غلام ابو بکر سامنے حاضر ہے۔“

قبر مبارک سے آواز آئی

”محّب کو محبوب تک پہنچا دو۔“

چنانچہ آپ کو روضہ رسول میں ہی دفن کیا گیا۔☆

☆ بشکریہ مفتی ارشاد احمد حقانی دریشک

کیا آپ قادیانیوں کو پہنچان سکتے ہیں؟

مسلمانوں کے درمیان دھوکے سے چھپ کر رہنے والے احمدی / لاہوری قادیانیوں کو پہچاننے کا آسان طریقہ

جاوید خان صافی رحمۃ اللہ علیہ

دھیان رہے کہ 1974 کی پاکستانی آئینی ترمیم اور بعد ازاں 1984 کے امتناع قادیانیت قانونی ایکٹ کی شق 298 اے، 298 بی اور 298 سی کے تحت قادیانی نہ صرف کافر ہیں بلکہ دھوکہ دے کر خود کو مسلمان ثابت کرنے کے لیے اگر ”شعائر اسلام“ کا استعمال کریں گے تو 3 سال قید کی سزا پاکستانی قانون میں موجود ہے۔ یہاں کچھ ایسی نشانیاں بیان کی جا رہی ہیں جو مسلمانوں کے بھیس میں چھپ کر رہنے والا قادیانی اکثر و بیشتر اختیار کرتا ہے۔

(1) مسلمانوں سے گپ شپ لگانے کے بہانے قادیانی اپنی شناخت کروائے بغیر بات مذہبی امور کی طرف لے جاتا ہے۔ اور یہ باور کروانے کی کوشش میں لگا رہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مندرجہ ذیل عقائد رکھنا کفر، نیز اسلام اور قرآن کے خلاف بھی ہے۔۔۔

کہ اللہ نے ان کو آسمان پر زندہ اٹھا لیا ہے۔۔۔

اور کافر ان کو صلیب نہیں دے سکے۔۔۔

اور وہ قرب قیامت میں واپس آئیں گے۔۔۔

اور دجال کو قتل کریں گے۔۔۔

اور قادیانی یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ ان کو صلیب پر چڑھایا گیا لیکن وہ زخمی حالت میں فلسطین سے کشمیر ہجرت کر گئے وہاں 120 سال کی عمر میں ان کو موت آئی۔۔۔

اور صحیح احادیث میں جو مذکور ہے کہ قیامت سے قبل حضرت عیسیٰ ابن مریم نے نازل ہونا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اس امت میں سے ہی کسی شیل عیسیٰ نے پیدا ہو کر مسیح ابن مریم اور امام مہدی ہونے کا دعویٰ کرنا ہے اور قرآن میں جہاں حضرت عیسیٰ ابن مریم کے متعلق ”توفی“ کا لفظ موجود ہے اس سے مراد ان کی موت ہے۔ حالانکہ عربی بولنے اور جاننے والے یہ سمجھتے ہیں کہ توفی کا مطلب کسی چیز کو پورا پورا قبض کرنا یا ”پورا پورا لے لینا“ ہوتا ہے۔ اور چونکہ اللہ

نے آپ علیہ السلام کی مکمل توفی کر لی یعنی جسم، شعور اور روح سمیت آسمان پر اٹھا لیا اس لئے قرآن میں ان کی توفی کا بیان ہے اور احادیث میں ان کے قیامت سے قبل نزول کا بیان اس توفی کی تصدیق کرتا ہے۔

(2) علمائے دین سے شدید متنفر کرنے کی کوشش کرنا اور ان کو تمام برائیوں کی جڑ بتاتے ہوئے ملاں یا مولوی کے نام سے پکارتا ہے، فرقہ واریت اور کفر کے فتوؤں پر بات کرنے کے بہانے موضوع کو اقلیتوں کے خلاف ہونے والی کاروائیوں بشمول قادیانی جماعت جس کو یہ جماعت احمدیہ کہہ کر مخاطب کرتے ہیں ان کی طرف لے جاتا ہے اور یہ جتانے کی کوشش کرتا ہے کہ کیوں کہ مسلمانوں کے تمام فرقے ایک دوسرے کو کافر قرار دیتے ہیں ویسے ہی انہوں نے جماعت احمدیہ کو اپنے آپس کے اختلاف کے تحت کافر قرار دے دیا۔ حالانکہ امت مسلمہ کے تمام مسالک بالاجماع ایک دوسرے کو کافر قرار نہیں دیتے اور فقہ کے چاروں امام جو گزرے ہیں، امام احمد بن حنبل، امام شافعی، امام مالک اور امام ابو حنیفہ ان میں سے کسی نے دوسرے فقہ کے ماننے والے کو کافر یا اسلام سے خارج قرار نہیں دیا۔ اور عقیدہ ختم نبوت کے معاملے میں تمام امت مسلمہ کا اجماع موجود ہے ہمیشہ سے کہ آپ ﷺ کے بعد پیدا ہونے والا ہر مدعی نبوت اور اس کے پیروکار کافر اور اسلام سے خارج ہیں حتیٰ کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا فتویٰ ہے کہ جس کسی نے آپ ﷺ کے بعد کسی مدعی نبوت سے اس کی صداقت کا ثبوت طلب کیا کسی تردد کے ساتھ تو وہ خود بھی اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

(3) قادیانی چاندی کی خاص قسم کی انگوٹھی پہنتے ہیں اکثر لاعلم مسلمانوں کے سامنے یا وہاں جہاں ان کو اس بات کا یقین ہو کہ کوئی ان کو پہچان نہیں پائے گا جس پر قرآن کی یہ آیت لکھی ہوتی ہے

"أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ"

جس کا ترجمہ ہے: کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں؟

یہ انگوٹھی مرزا قادیانی کی سنت کے طور پر پہنتے ہیں کیوں کہ مرزا قادیانی بھی ایسی انگوٹھی پہنا کرتا تھا۔

(4) قادیانیوں میں ان کے خلیفہ کی تو مکمل داڑھی ہوتی ہے یہ دھوکہ دینے کے لئے کہ وہ شعائر اسلام کی مکمل پابندی کرتا ہے ورنہ قادیانی کیوں کہ مسلمانوں سے نفرت کرتے ہیں اس لئے ان کی کوشش ہوتی ہے کہ ہر اس ظاہری وضع

قطع کے شعار اور نقل سے بچا جائے جسے ہمارے علمائے دین یا متقی مسلمان اپناتے ہیں۔ جیسے مکمل داڑھی ایک مٹھی بھر، لیکن قادیانی آپ کو ۹۹ فی صد فرنج کٹ داڑھی میں ملے گا یا پھر کلین شیو۔

اور ان کے ہاں غیر اعلانیہ حکم کے طور پر کوئی قادیانی جماعتی عہدے دار موجودہ خلیفہ سے لمبی اور گھنی داڑھی نہیں رکھ سکتا اس لئے کبھی سالانہ قادیانی جلسے کے موقع پر بھی ہزاروں قادیانیوں کے بیچ کوئی قادیانی اپنے خلیفہ جیسی، اس کے برابر یا اس سے لمبی داڑھی رکھے نظر نہیں آئے گا۔

اگر آپ گوگل میں رومن اردو میں "جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ" لکھ کر سرچ کریں گے تو اس بات کی تصدیق ہو جائے گی۔

(5) قادیانی کبھی مسلمانوں کی طرح مخصوص نماز والی گول ٹوپی نہیں پہنے گا وہ یا تو پٹھانوں کی مخصوص ٹوپی پہنے نظر آئیں گے یا سندھی ٹوپی یا جناح کیپ۔

اس حوالے سے ایک ایسی بات جو کوئی قادیانی آپ کو نہیں بتائے گا وہ یہ ہے کہ قادیانی جماعت میں ان کے مرتبے یا رتبے کے لحاظ سے سر ڈھانپنے کا رواج ہے مردوں میں ان کا خلیفہ شملہ والی پگڑی پہنتا ہے اور اس کے علاوہ کسی قادیانی کو اس کی موجودگی میں پگڑی پہننے کی اجازت نہیں ہوتی۔

خلیفہ کے بعد جو اس سے نچلے درجے کے عہدے دار ہیں وہ جناح کیپ کا استعمال کرتے ہیں پیٹ کوٹ یا شلوار قمیض و شیروانی کے ساتھ۔

اور پھر ان سے نچلے عام قادیانی پٹھانوں کی مخصوص ٹوپی پہنتے ہیں یا پھر سندھی ٹوپی میں نظر آتے ہیں۔

(6) قادیانی عورتوں کو پہچاننا تو اور بھی آسان ہے۔ یہ بھی اپنے قادیانی مردوں کی طرح مسلمان عورتوں کی ضد میں ڈھیلے ڈھالے برقع کے بجائے عمومی طور پر ٹائٹ برقع پہنتی ہیں جس کی کمر پر اکثر بیلٹ بھی لگی ہوتی ہے تاکہ برقع کی فٹنگ اچھی آئے (ویسے وہ بیلٹ کھولتے ہوئے کافی پریشانی کا سامنا ہوتا ہے) اس کے علاوہ ان کے برقع میں ایک لمبی چاک بھی ہوتی ہے اور ان کے نقاب کا طریقہ بھی نرالا ہوتا ہے جس میں نقاب ناک کے نیچے رکھا ہوتا ہے ہونٹوں کے اوپر ڈھلکا ہوا جس سے سوائے لب و رخسار کے سب نظر آتا ہے جو کہ

”صاف چھپتے بھی نہیں، سامنے آتے بھی نہیں!“

کے مصداق مسلمان مردوں کو لہانے کے لئے ایک حربے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

(7) قادیانیوں کا ٹی وی چینل ایم ٹی اے (مسلم ٹی وی احمدیہ) کے نام سے سیٹلائٹ سے 24 گھنٹے نشر ہوتا ہے جس پر یہ اپنے مذموم کفریہ عقیدے کی کھلم کھلا تبلیغ کرتے ہیں اور دجل پر مبنی تعلیم کو "اسلام احمدیت" یعنی احمدیت ہی اصل اسلام ہے کے نعرے کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

قادیانیوں کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ آج کے اس دور میں جب کیبل ٹی وی عام ہے اور ڈش اینٹینا کا استعمال پاکستان میں عام گھریلو صارفین کے لئے متروک و معدوم ہو چلا ہے لیکن اس کے باوجود قادیانی ایم ٹی اے چینل دیکھنے کی غرض سے اپنے گھروں پر ڈش اینٹینا لگاتے ہیں اور جن مسلمانوں پر یہ اپنے دجل و فریب کی طبع آزمائی کرتے ہیں ان کو اکثر تبلیغ کی نیت سے اپنا یہ ٹی وی چینل اپنے گھریلو علاقے کے قادیانی مرکز میں بلا کر دکھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ قادیانیوں کا مشہور چینل "مینارۃ المسیح" ہے جو کہ قادیان انڈیا میں ہے۔

اس مینارہ کو یہ اپنے ٹی وی چینل پر مسلمانوں کے مقابلے میں خانہ کعبہ اور مسجد نبوی کی جگہ دکھا کر اس کو مستحقر کرتے ہیں۔

(8) سب سے اہم نشانی یہ کہ قادیانی ناموں کے آغاز میں آپ کو محمد لگا نظر نہیں آئے گا اور نہ ہی کوئی پیدائشی قادیانی آپ کو اس طرح کا خالص اسلامی نام رکھے نظر آئے گا جیسے کہ عبداللہ، مصطفیٰ، عبدالرشید، عبدالقیوم، جب کہ ان کے ناموں کے اختتام میں احمد لگا ہوا پایا جاتا ہے جو مرزا قادیانی کے نام کا بھی حصہ تھا اور قادیانی قرآن میں بیان ہونے والے آقا ﷺ کے مخصوص نام احمد سے مراد مرزا قادیانی کی ذات ہی لیتے ہیں معاذ اللہ۔

(9) یاد رہے کہ پاکستان اور دنیا بھر میں پائے جانے والے زیادہ تر قادیانی پنجابی زبان بولنے والے گھرانوں سے تعلق رکھتے ہیں کیوں کہ مرزا قادیانی کا تعلق بھی تقسیم ہندوستان سے قبل قادیان ضلع "گورداسپور" پنجاب سے تھا اس لئے ان کی تبلیغ کا زیادہ اور مرکزی دائرہ اثر بھی تقسیم سے قبل اور بعد میں بھی پنجاب ہی رہا جہاں موجود سادہ لوح دیہاتی ملنسار ماحول میں ان کے فتنے کی آبیاری ہو سکے اور آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے نسل در نسل۔

یہ کچھ نشانیاں لکھ دی ہیں قادیانیوں کی امید ہے پڑھنے والے اس کو ضرور یاد رکھیں گے اور آگے بھی ضرور شئیر کریں گے تاکہ مسلمان اس قادیانی فتنے سے محفوظ رہیں اور اپنا ایمان سلامت رکھیں ۔

ردِ قادیانیت کورس

(قسط-۳)

منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ

محدث العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

ہم پہ یہ بات کھل گئی ہے کہ گلی کا کتابھی ہم سے بہتر ہے اگر ہم تحفظ ختم نبوت نہ کر سکیں۔

(نقش دوام از مولانا انظر شاہ کشمیری مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان ص ۱۹۱)

حوالہ نمبر ۱ ”اول تو یہ جاننا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہمارے ایمانیات کی کوئی جزویا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو بلکہ صدہا پیش گوئیوں میں سے یہ ایک پیش گوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں جس زمانہ تک یہ پیش گوئی بیان نہیں کی گئی تھی اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا۔“

ازالہ اوہام ص ۱۴۰، روحانی خزائن ص ۳ ص ۱۷۱

اس حوالہ سے چند امور واضح ہوئے:

- ۱۔ عقیدہ نزول مسیح ہمارے ایمانیات کی جز نہیں ہے۔
- ۲۔ یہ مسئلہ دین کے ارکان میں سے کوئی رکن نہ ہے۔
- ۳۔ یہ ایک پیش گوئی ہے اس کا حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔
- ۴۔ اس کے بیان نہ کرنے سے اسلام ناقص نہیں ہوتا اور بیان کرنے سے کامل نہیں ہوتا۔

حوالہ ۲ ”کل میں نے سنا تھا کہ ایک شخص نے کہا کہ اس فرقہ میں اور دوسرے لوگوں میں سوائے اس کے کچھ فرق نہیں کہ یہ لوگ وفات مسیح کے قائل ہیں اور وہ لوگ وفات مسیح کے قائل نہیں باقی سب عملی حالت مثلاً نماز، روزہ، اور زکوٰۃ اور حج وہی ہے

سو سمجھنا چاہیے کہ یہ بات صحیح نہیں کہ میرا دنیا میں آنا صرف حیات مسیح کی غلطی کو دور کرنے کے واسطے ہے اگر مسلمانوں کے درمیان صرف یہی غلطی ہوتی تو اتنے کے واسطے ضرورت نہ تھی کہ ایک شخص خاص مبعوث کیا جاتا اور الگ جماعت بنائی جاتی اور ایک بڑا شور مچا کیا جاتا یہ غلطی دراصل آج نہیں پڑی بلکہ میں جانتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے تھوڑے ہی عرصہ بعد یہ غلطی پھیل گئی تھی اور کئی خواص اور اولیاء اور اہل اللہ کا یہی خیال تھا اگر یہ کوئی ایسا اہم امر ہوتا تو خدا تعالیٰ اسی زمانہ میں اس کا ازالہ کر دیتا۔“

احمدی اور غیر احمدی میں فرق ص ۲۲ از مرزا غلام احمد قادیانی

اس حوالہ سے چند امور واضح ہوئے:

۱۔ حیات عیسیٰ کا عقیدہ آنحضرت کے تھوڑے ہی عرصہ بعد پھیل گیا تھا۔

۲۔ کئی خواص، اولیاء، اہل اللہ کا یہی عقیدہ تھا۔

۳۔ یہ کوئی ایسا اہم امر نہیں ہے جس کا ازالہ خدا تعالیٰ نے ضروری سمجھا ہو۔

حوالہ نمبر ۳۳ ”اور مسیح موعود کے ظہور سے پہلے اگر امت میں سے کسی نے خیال بھی کیا کہ حضرت عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آئیں گے

تو ان پر کوئی گناہ نہیں صرف اجتہادی خطا ہے جو اسرائیلی نبیوں سے بھی بعض پیش گوئیوں کے سمجھنے میں ہوتی رہی ہے۔“

حاشیہ حقیقت الوحی ص ۳۰، روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۳۲

اس حوالہ سے جو امور واضح ہوئے وہ یہ ہیں:

۱۔ نزول عیسیٰ کے معتقد پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

۲۔ یہ محض اجتہادی خطا ہے اور اس قسم کی خطا اسرائیلی نبیوں سے بھی ہوتی رہی۔

حوالہ نمبر ۴۲ ”ہماری یہ غرض ہر گز نہیں کہ مسیح علیہ السلام کی وفات و حیات پر جھگڑے اور مباحثے کرتے پھر وہ ایک ادنیٰ سی

بات ہے۔“

ملفوظات احمدیہ ج ۲ ص ۷۲ جدید

اس حوالہ سے یہ واضح ہوا کہ:

۱۔ مرزائیوں کی غرض یہ نہیں ہونی چاہیے کہ وفات و حیات مسیح پر مباحثے و جھگڑے کریں۔

۲۔ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے

سو ہم کہتے ہیں کہ جب یہ مسئلہ ہمارے ایمانیات کی جز نہیں ہے، جب یہ دین کے رکنوں میں سے رکن نہیں، جب اسلام کی حقیقت سے اس کا کچھ تعلق نہیں، جب اس کے بیان کرنے یا نہ کرنے سے اسلام میں کچھ فرق نہیں پڑتا، جب یہ مسئلہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ کے بعد جلد ہی پھیل گیا تھا، جب یہ عقیدہ خواص کا تھا، اولیاء کا تھا، اہل اللہ کا تھا، اور جب یہ کوئی خاص امر نہیں ہے، جب اس کا ازالہ خدا نے ضروری نہیں سمجھا، جب اس کے عقیدہ رکھنے والے پر کوئی گناہ نہیں، جب یہ محض اجتہادی غلطی ہے، جب اس قسم کی خطائیں سابقہ انبیاء سے بھی ہوتی رہیں، جب آپ کی غرض اس پر مباحثہ کرنے کی نہیں اور جب یہ ادنیٰ سی بات ہے تو اس مسئلہ پر بحث کرنے کی کوئی ضرورت و اہمیت باقی نہ رہی لہذا ہم سب سے پہلے مرزا کی سیرت و کردار پر بحث کریں گے جو انتہائی اہم اور ضروری ہے۔

تقریباً موضوع نہایت اہم اور کٹھن معاملہ ہے مسلمان مناظر کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ سیرت مرزا کا موضوع طے کیا جائے اور مرزائی مناظر کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ حیات و وفات مسیح، اجرائے نبوت جیسے موضوعات میں وقت ضائع کیا جائے۔ اس لئے اس مرحلہ میں ہمارے مناظر کو انتہائی سمجھداری سے کام لینا چاہیے۔ ہمارے مناظر کے اندر اتنی قوت ہونی چاہیے کہ وہ اپنا موضوع منوالے اگر کسی صورت میں بھی مرزائی مناظر یہ موضوع نہ مانے تو پھر بے شک مناظرہ نہ کرو۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ اگر ان کا ایک موضوع مانو، تو اپنا بھی ایک موضوع منوالو اگر ان کے دو موضوع مانو، تو پھر اپنے بھی دو موضوع منوالو یعنی

”۱۔ سیرت مرزا غلام احمد قادیانی

۲۔ سیرت بشیر الدین محمود“

مرزائی حربہ:

مرزائی مناظر موضوع طے ہونے سے قبل ہی ہمارے مناظر کے سامنے چالاکی سے کوئی نہ کوئی آیت یا حدیث وفات مسیح پر بطور دلیل پیش کر دیتے ہیں حالانکہ ابھی موضوع بحث طے نہیں ہو چکا ہوتا اور ہمارا مناظر ان کی دلیل کو معمولی سمجھتے ہوئے اس کے پرچے اڑانا شروع کر دیتا ہے اور یوں خود بخود مرزائیوں کا من بھاتا موضوع وفات مسیح شروع ہو جاتا ہے۔ اس لیے ہمارے مناظر کو چاہیے کہ جب تک موضوع طے نہ ہو، جواب نہ دے بلکہ یہی چالاکی اور یہی حربہ ان سے کرنا چاہیے کہ بات چیت کے دوران ہی مرزا کا کوئی جھوٹ کوئی بد معاشی وغیرہ انتہائی رعب سے بیان کرنا چاہیے اور اس طرح دباؤ ڈالنا چاہیے کہ تمہارا نبی ایسا تھا اگر ایسا نہ ہو

تو گویا میں ہار گیا وغیرہ تو اس طرح کرنے سے مرزا کی مناظر جب اس کا جواب دے گا تو خود بخود سیرت مرزا کا موضوع شروع ہو جائے گا اور میدان ان شاء اللہ آپ کے ہاتھ میں ہو گا۔

☆ ایک اہم نکتہ

اگر کوئی شخص حضرت عیسیٰ کو فوت شدہ مانے مگر مرزا کو نبی نہ مانے تو مرزائیوں کے نزدیک وہ پھر بھی کافر ہے معلوم ہوا اصل مدار مرزا کی ذات ہے اس لیے سب سے پہلے مرزا کی سیرت پر بحث ہونی چاہیے اسی طرح اگر کوئی شخص عیسیٰ کی وفات مانے اور نبوت کو بھی جاری مانے مگر مرزا کو نبی نہ مانے تب بھی وہ مرزائیوں کے نزدیک مسلمان نہیں معلوم ہوا کہ اصل مدار مرزا کی ذات ہے اسی لئے سب سے پہلے مرزا کی ذات و سیرت پر بحث ہوگی جیسا کہ بہائی فرقہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا بھی قائل ہے اور نبوت بھی جاری مانتا ہے مگر مرزائیوں کے نزدیک وہ پھر بھی کافر ہے کیونکہ وہ مرزا کو نبی نہیں مانتا۔ اس لیے معلوم ہوا کہ اصل محل نزاع مرزا کی ذات ہے اور اسی پر ہم بحث کرنا چاہتے ہیں۔

﴿باب سوم﴾

بحث اول

صدق و کذب مرزا

مذکورہ بالا موضوع میں ہم مدعی ہوں گے مرزائی صاحبان اول تو اس موضوع کو تسلیم ہی نہیں کرتے اگر بامر مجبوری انہیں تسلیم کرنا پڑے تو وہ مدعی بن جاتے ہیں حالانکہ یہ اصول غلط ہے، جو فریق جو موضوع پیش کرے اصولاً اس کو اس کا مدعی ہونا چاہیے مرزا صاحب کی سیرت و کردار کا موضوع چونکہ ہماری طرف سے پیش ہوا ہے لہذا مدعی ہمیں ہونا چاہیے اور حیات و وفات کا موضوع عموماً مرزائیوں کی طرف سے پیش ہوتا ہے اور وہ اس پر مصر ہوتے ہیں لہذا وفات مسیح کے مسئلہ میں مدعی انہیں ہونا چاہیے۔

﴿پہلی دلیل﴾

کذبات مرزا:

کذبات مرزا بیان کرنے سے قبل ان آیات کو بار بار دہرانا چاہیے:

”لعنة الله على الكاذبين، ومن اظلم من افترى على الله كذبا و قال اوحى الى ولم يوح اليه شيء“ وغیرہ،

نیز جھوٹ کے متعلق مرزا صاحب کے اپنے فتوے بھی بار بار بیان کرنے چاہیے۔

☆ جھوٹ کے متعلق مرزا صاحب کے اپنے فتوے

۱ ” جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں“

ضمیمہ تحفہ گو لڑویہ حاشیہ ص ۲۰، روحانی خزائن ص ۵۶ ج ۱۷

۲ ” جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی بر اکام نہیں“

تتمہ حقیقت الوحی ص ۲۶، روحانی خزائن ص ۵۹ ج ۲۲

۳ ” تکلف سے جھوٹ بولنا گوہا خانہ کھانے کے مترادف ہے“

ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۹، روحانی خزائن ص ۴۳ ج ۱۱، حقیقت الوحی ص ۲۰۶ ج ۲۲ ص ۲۱۵

۴ ” جھوٹ کے مردار کو کسی طرح نہ چھوڑنا یہ کتوں کا طریق ہے نہ انسانوں کا۔“

انجام آتھم مطبع قادیان ص ۴۰، روحانی خزائن ص ۴۳ ج ۱۱

۵ ’ ’ ایسا آدمی جو ہر روز خدا پر جھوٹ بولتا ہے اور آپ ہی ایک بات تراشتا اور پھر کہتا ہے کہ یہ خدا کی طرف سے وحی ہے جو مجھ پر

ہوئی ہے ایسا بذات انسان تو کتوں اور سوؤروں اور بندروں سے بدتر ہے۔“

براہین احمدیہ ج ۵ ص ۱۲، ۱۲۶۔ روحانی خزائن ج ۲۱ ص ۲۹۲

۶ ” وہ کنجر جو ولد الزنا کہلاتے ہیں وہ بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں۔“

شحنہ حق ص ۶۰، روحانی خزائن ج ۲ ص ۳۸۶

۷ ” جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔“ چشمہ معرفت

ص ۲۲۲، روحانی خزائن ص ۲۳۱ ج ۲۳ ☆

(جاری ہے...)

☆ پندرہ روزہ رد قادیانیت کورس۔ منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ، تاریخ اشاعت غیر مذکور

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمُهْدِيِّينَ

ردِّ فرق ضالہ

میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفاءِ راشدین کی سنت تم پر لازم ہے۔ (سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۲۹۰ باب فی لزوم السنۃ)

رفع یدین کے بارے میں اہلحدیث علماء کے آپس میں اختلافات

محسن اقبال حفظہ اللہ

رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنے اور نہ کرنے سے متعلق سلف صالحین وائمہ ہدی کے مابین اختلاف ہے اور دور اول یعنی صحابہ و تابعین و تبع تابعین رضی اللہ عنہم سے اس میں اختلاف چلا آ رہا ہے اور اس اختلاف کی اصل وجہ یہ ہے کہ رفع یدین کے بارے مختلف روایات وارد ہوئی ہیں لہذا جس مجتہد نے اپنے دلائل کی روشنی میں جس صورت کو زیادہ بہتر و راجح سمجھا اس کو اختیار کیا اور کسی بھی مجتہد نے دوسرے مجتہد کے عمل و اجتہاد کو باطل و غلط نہیں کہا۔

اور یہی حال ان مجتہدین کرام کا دیگر اختلافی مسائل میں بھی ہے کہ باوجود اختلاف کے ایک دوسرے کے ساتھ محبت و عقیدت و احترام کا رشتہ رکھتے تھے جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ امام مالک رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں لیکن بہت سارے اجتہادی مسائل میں ان سے اختلاف رکھتے ہیں حتیٰ کہ رفع یدین کے مسئلہ میں بھی دونوں استاذ و شاگرد کا اجتہاد مختلف ہے امام شافعی رحمہ اللہ رفع یدین کے قائل ہیں اور امام مالک رحمہ اللہ رفع یدین کے قائل نہیں۔

رفع یدین کے بارے مذاہب اربعہ کی تصریحات 1 =

احناف کے نزدیک رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین خلاف اولیٰ ہے یعنی بہتر نہیں ہے فتاویٰ شامی میں ہے

قوله إلا في سبع) أشار إلى أنه لا يرفع عند تكبيرات الانتقالات، خلافاً للشافعي وأحمد، فيكره عندنا ولا يفسد الصلاة الخرد المختار على الدر المختار، كتاب الصلاة، فصل في بيان تأليف الصلاة إلى انتهائها

2= مالکیہ کے نزدیک بھی رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین مکروہ و خلاف اولیٰ ہے،

مذہب مالکیہ کی مستند کتاب المدونة الکبریٰ میں ہے

ففي المدونة الكبرى قال الإمام مالك: (لا أعرف رفع اليدين في شيء من تكبير الصلاة، لا في خفض ولا في رفع إلا في افتتاح الصلاة، يرفع يديه شيئاً خفيفاً، والبرأة في ذلك بمنزلة الرجل)، قال ابن القاسم: (كان رفع اليدين ضعيفاً إلا في تكبيرة الإحرام) المدونة الكبرى للإمام مالك ص 107- دار الفكر بيروت

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نماز کی تکبیرات میں کسی جگہ رفع الیدین نہیں جانتا نہ رکوع میں جاتے وقت اور نہ رکوع سے اٹھتے وقت مگر صرف نماز کے شروع میں تکبیر تحریمہ کے وقت، امام مالک کے صاحب و شاگرد ابن القاسم فرماتے ہیں کہ رفع الیدین کرنا ضعیف ہے مگر صرف تکبیر تحریمہ میں۔

امام مالک رحمہ اللہ کے الفاظ پر ذرا غور کریں لا أعرف یعنی میں نہیں جانتا تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین کرنا ناخ۔ یاد رہے کہ کتاب المدونة الکبریٰ فقہ مالکی کی اصل و بنیاد ہے دیگر تمام کتابوں پر مقدم ہے اور مؤطاً للإمام مالک کے بعد اس کا دوسرا نمبر ہے اور اکثر علماء المالکیۃ کی جانب سے اس کتاب المدونة کو تلقی بالقبول حاصل ہے اور فتاویٰ کے باب میں بھی علماء المالکیۃ کا اسی پر اعتماد ہے اور روایت و درجہ کے اعتبار سے سب سے اصدق و اعلیٰ کتاب ہے علامہ ابن رشد المالکی نے بھی یہی تصریح کی ہے اور فرمایا کہ رفع یدین میں اختلاف کا سبب دراصل اس باب میں وارد شدہ مختلف روایات کی وجہ سے ہے یعنی چونکہ روایات مختلف ہیں لہذا ائمہ مجتہدین کا عمل بھی ہو گا۔ اہ۔ لہذا جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ رفع یدین نہ کرنے والوں کی نماز غلط ہے تو ایسے لوگ جاہل و کاذب ہیں۔

وأما اختلافهم في المواضع التي ترفع فيها فذهب أهل الكوفة أبو حنيفة وسفيان الثوري وسائر فقهاءهم إلى أنه لا يرفع المصلي يديه إلا عند تكبيرة الإحرام فقط، وهي رواية ابن القاسم عن مالك " إلى أن قال " والسبب في هذا الاختلاف كله اختلاف الآثار الواردة في ذلك الخبداية المجتهد، كتاب الصلاة، للعلامة ابن رُشد المالكي

علامہ عبد الرحمن الجزیری نے بھی یہی تصریح کی ہے کہ مالکیہ کے نزدیک رفع یدین دونوں کندھوں تک تکبیر تحریمہ کے وقت مستحب ہے اس کے علاوہ مکروہ ہے
المالکیۃ قالوا: رفع الیدین حذو المنکبین عند تکبیرۃ الاحرام مندوب، وفيما عدا ذلك مكروه الخ الفقه على المذاهب الاربعة 'العبد الرحمن الجزیری' الجزء الاول كتاب الصلاة باب رفع الیدین

3= شافعیہ کے نزدیک رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین سنت ہے، امام شافعی کی کتاب الأم میں یہی تصریح موجود ہے اور دیگر علماء شافعیہ کا بھی یہی مذہب ہے
قال سألت الشافعی: أين ترفع الأیدی فی الصلاة؟ قال: يرفع المصلي يديه في أول ركعة ثلاث مرات، وفيما سواها من الصلاة مرتين مرتين يرفع يديه حين يفتتح الصلاة مع تكبيرة الافتتاح حذو منكبيه ويفعل ذلك عند تكبيرة الركوع وعند قوله "سمع الله لمن حمده" حين يرفع رأسه من الركوع ولا تكبيرة للافتتاح إلا في الأول وفي كل ركعة تكبير ركوع، وقول سمع الله لمن حمده عند رفع رأسه من الركوع فيرفع يديه في هذين الموضعين في كل صلاة الخ كتاب الأم، باب رفع الیدین فی الصلاة قال الشافعی) وبهذا نقول فنأمر كل مصل إماماً، أو مأموماً، أو منفرداً، رجلاً، أو امرأة، أن يرفع يديه إذا افتتح الصلاة؛ وإذا كبر للركوع؛ وإذا رفع رأسه من الركوع ويكون رفعه في كل واحدة من هذه الثلاث حذو منكبيه؛ ويثبت يديه مرفوعتين حتى

يفرغ من التكبير كله ويكون مع افتتاح التكبير، ورد يديه عن الرفع مع انقضائه. كتاب
الأم، باب رفع اليدين في التكبير في الصلاة

4 = حناہ کے نزدیک بھی رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین سنت ہے۔
مسألة: قال: (ويرفع يديه كرفعه الأول) يعني يرفعهما إلى حذو منكبيه، أو إلى فروع أذنيه،
كفعله عند تكبيرة الإحرام، ويكون ابتداء رفعه عند ابتداء تكبيرة، وانتهاء عند انتهائه
. كتاب المغني لابن قدامة الحنبلي، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة.

رفع یدین کے بارے میں اہلحدیث علماء کے آپس میں اختلافات:

مولانا سید نذیر حسین صاحب دہلوی اپنے فتاویٰ نذیریہ جلد 1 صفحہ 441 میں فرماتے ہیں کہ رفع یدین میں جھگڑا کرنا
تعصب اور جہالت کی بات ہے، کیونکہ آنحضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دونوں ثابت ہیں، دلائل دونوں طرف
ہیں۔ اسی کتاب میں کہتے ہیں کہ رفع یدین کا ثبوت اور عدم ثبوت دونوں مروی ہے۔
(فتاویٰ نذیریہ جلد 1 صفحہ 444)

مولانا ثناء اللہ امرتسری کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب ہے کہ رفع یدین کرنا مستحب امر ہے جس کے کرنے سے ثواب ملتا ہے
اور نہ کرنے سے نماز میں کوئی خلل نہیں ہوتا۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد 1 صفحہ 579)

اسی کتاب میں کہتے ہیں کہ ترک رفع ترک ثواب ہے ترک فعل سنت نہیں۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد 1 صفحہ 608)

نواب صدیق حسن خاں شاہ ولی اللہ صاحب سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔۔ ”رفع یدین وعدم رفع یدین نماز کے ان افعال میں سے ہے جن کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کیا ہے اور کبھی نہیں کیا ہے، اور سب سنت ہے، دونوں بات کی دلیل ہے، حق میرے نزدیک یہ ہے کہ دونوں سنت ہیں۔۔۔“
(روضہ الندیہ، صفحہ 148)

اور اسی کتاب میں حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ کا یہ قول بھی نقل کرتے ہیں ولا یلام تارکہ وان ترکہ مد عمرہ (صفحہ 150)۔ یعنی رفع یدین کے چھوڑنے والے کو ملامت نہیں کی جائے گی اگرچہ پوری زندگی وہ رفع یدین نہ کرے۔

علامہ ابن تیمیہ فتاویٰ ابن تیمیہ جلد 22 ص 253 پر لکھتے ہیں
سواء رفع اولم یرفع یدیه لا یقدح ذلک فی صلاتہم ولا یبطلہا، لا عند ابی حنیفۃ ولا الشافعی، ولا مالک ولا احمد، ولو رفع الامام دون الباموم او الباموم دون الامام لم یقدح ذلک فی صلاۃ واحد منہما۔ یعنی اگر کسی رفع یدین کیا یا نہ کیا تو اس کی نماز میں کوئی نقص نہیں، امام ابو حنیفہ، امام شافعی امام احمد اور امام مالک کسی کے یہاں بھی نہیں۔ اسی طرح امام اور مقتدی میں سے کسی ایک نے کیا تب بھی کوئی نقص نہیں۔

الشیخ عبدالعزیز ابن باز رحمۃ اللہ علیہ سابق مفتی اعظم سعودی عرب فرماتے ہیں:
السنة رفع الیدین عند الإحرام وعند الركوع وعند الرفع منه وعند القيام إلى الثالثة بعد التشهد الأول لثبوت ذلك عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، وليس ذلك واجباً بل سنة فعله المصطفى صلی اللہ علیہ وسلم وفعله خلفاؤه الراشدون وهو المنقول عن أصحابه صلی اللہ علیہ وسلم، فالسنة للمؤمن أن يفعل ذلك في جميع الصلوات وهكذا المؤمنة..... كله مستحب وسنة وليس بواجب، ولو صلى ولم يرفع صحت صلاته

نائب مفتی اعظم سعودی عرب الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ کا کہنا ہے:

رفع الیدین کرنا سنت ہے، اسے کرنے والا انسان اپنی نماز مکمل ترین صورت میں ادا کرتا ہے۔ اگر کوئی اسے چھوڑ دے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی لیکن وہ اس سنت کے اجر سے محروم رہ جاتا ہے" (مجموع فتاویٰ و رسائل العثمین جلد 13 ص 169)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اور سجدوں کا رفع یدین:

سجدوں میں جاتے وقت رفع یدین کرنا:

غیر مقلدین سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں کہ غیر مقلدین سجدوں کی رفع یدین کیوں نہیں کرتے؟ جبکہ سجدوں میں جاتے وقت کا رفع یدین 10 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے۔ غیر مقلدین کے مانے ہوئے اور مستند شدہ محقق اور محدث علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی سجدہ میں جاتے وقت بھی رفع یدین کرتے تھے۔ یہ رفع یدین 10 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اور ابن عمر، ابن

عباس رضی اللہ عنہم اور حسن بصری، طاؤس، ابن عمر رضی اللہ عنہ کے غلام نافع، سالم بن نافع، قاسم بن محمد، عبد اللہ بن دینار، اور عطاء اس کو جائز سمجھتے ہیں۔ عبد الرحمن بن مہدی نے اس کو سنت کہا ہے اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اس پہ عمل کیا ہے، امام مالک اور امام شافعی کا بھی ایک قول یہی ہے۔ "(نماز نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، علامہ ناصر الدین البانی، صفحہ 131)

جب سجدوں کا رفع یدین حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ ساتھ دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے صحیح سند کے ساتھ غیر مقلدین کے تصدیق شدہ محقق کی تصریح کے ساتھ ثابت ہے تو غیر مقلد ان صحیح احادیث پہ عمل کیوں نہیں کرتے؟
یہ وہی عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ ہیں جن سے غیر مقلدین اپنی رفع یدین کی حدیث روایت کرتے ہیں۔

سجدوں سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرنا:
علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ سجدوں سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کو صحیح کہتے ہیں۔ "امام احمد اس مقام پر رفع یدین کے قائل ہیں بلکہ وہ ہر تکبیر کے وقت رفع یدین کے قائل ہیں،

چنانچہ علامہ ابن قیم فرماتے ہیں کہ ابن الاثیر امام احمد سے نقل کرتے ہیں کہ ان سے رفع یدین کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ جب بھی نمازی اوپر یا نیچے ہو دونوں صورتوں میں رفع یدین ہے نیز اثرم بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام احمد کو دیکھا وہ نماز میں اٹھتے بیٹھتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ یہ رفع یدین انس، ابن عمر، نافع، طاؤس، حسن بصری، ابن سیرین اور ایوب سختیانی سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے۔ "(نماز نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، علامہ ناصر الدین البانی، صفحہ 142)

یہاں علامہ البانی رح نے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سجدوں سے سر اٹھاتے وقت کا رفع یدین صحیح سند سے ثابت کیا۔ غیر مقلدین سجدوں میں جاتے وقت اور سر اٹھاتے وقت رفع یدین کیوں نہیں کرتے؟

غیر مقلدین کے مشہور عالم مولانا رئیس ندوی صاحب امام بخاری کی کتاب جزء رفع الیدین سے ابن عمر رضی اللہ عنہ کی سجدوں کی رفع یدین ذکر کرنے کے بعد اس کی تحقیق میں لکھتے ہیں کہ

”اس حدیث معتبر کا واضح مفاد یہ ہے کہ پہلی یا دوسری، تیسری یا چوتھی رکعت کی قید کے بغیر علی الاطلاق ابن عمر رضی اللہ عنہ جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے تھے، اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ ہر سجدہ سے اٹھتے وقت موصوف ابن عمر رضی اللہ عنہ رفع یدین کرتے تھے۔۔۔ اس حدیث کا لازمی مطلب ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سجدہ کے وقت رفع یدین کرتے تھے اور اسکے علاوہ اس حدیث کا کوئی دوسرا معنی و مطلب بتانا خلاف ظاہر ہے“ (رسول اکرم ﷺ کا صحیح طریقہ نماز۔ صفحہ 361)

اسی صفحہ پہ آگے جا کر لکھتے ہیں کہ ”ابن عمر رضی اللہ عنہ سے جو بعض روایات منقول ہیں کہ وہ خود اور نبی کریم ﷺ بوقت سجدہ رفع یدین نہیں کرتے تھے تو اس کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ کبھی کبھار بعض مرتبہ سجدہ کے وقت ابن عمر رضی اللہ عنہ رفع یدین نہیں کرتے تھے“ (رسول اکرم ﷺ کا صحیح طریقہ نماز۔ صفحہ 361)

تو غیر مقلدین کے ان مستند عالم رئیس ندوی صاحب کی ان باتوں سے ثابت ہوا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سجدوں کا رفع یدین صحیح سند سے مروی ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ اکثر سجدوں کا رفع یدین کرتے تھے اور کبھی کبھار سجدوں کا رفع یدین ابن عمر رضی اللہ عنہ ترک کرتے تھے۔

اسی کتاب میں آگے جا کے موصوف لکھتے ہیں کہ

”بوقت سجدہ کا رفع یدین جس کو امام بخاری محفوظ کہہ رہے ہیں اسکے بنیادی رواہ میں سے نافع، طاؤس، ایوب سختیانی، مجاہد، عطاء، سالم، عبد اللہ بن دینار، قیس بن سعد، حسن بن مسلم، حسن بصری وغیرہ بھی ہیں اور یہ سارے کے سارے حضرات بوقت سجدہ بھی تحریمہ و رکوع کے وقت کی طرح رفع یدین کرتے تھے۔

ظاہر ہے کہ ان حضرات کے نزدیک اگر بوقت سجدہ رفع یدین والی حدیث محفوظ نہ ہوتی تو یہ اساطین علم و دین ہوتے ہوئے بوقت سجدہ رفع یدین نہ کرتے۔ "(رسول اکرم ﷺ کا صحیح طریقہ نماز۔ صفحہ 370)

علامہ رنڈوی کے اس حوالے سے ثابت ہوا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سمیت یہ تمام تابعین اور اکابرین سجدوں میں بھی تحریمہ اور رکوع کی طرح رفع یدین کرتے تھے اور امام بخاریؒ کے نزدیک سجدوں کے رفع یدین کی حدیث محفوظ ہے۔

اور مولانا ندوی صاحب کے ان حوالوں میں اہم بات یہ ہے کہ غیر مقلدین جو اپنی دلیل میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی رفع یدین کی روایات بخاری اور مسلم سے پیش کرتے ہیں ان کے راوی سالمؒ اور خود ابن عمر رضی اللہ عنہما دونوں سجدوں میں رفع یدین کرتے تھے جن کے یہ غیر مقلدین منکر ہیں۔

میرا غیر مقلدین سے سوال ہے کہ وہ سجدوں کے اس رفع یدین کو کیوں نہیں کرتے جو امام بخاریؒ کے نزدیک بھی مستند ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور رفع یدین کی احادیث کے مرکزی راویوں سے ثابت ہے؟؟؟

غیر مقلدین کا رفع یدین کو سنت مؤکدہ تسلیم کرنے سے انکار:

غیر مقلدین کے عالم سے کسی نے سوال کیا کہ رفع یدین سنت مؤکدہ ہے یا نہیں تو انہوں نے اس کا جواب میں رفع یدین کے سنت ہونے کی دلیل کی بجائے علامہ ابن قیمؒ کے حوالہ سے کہہ دیا کہ رفع یدین کرنے اور نہ کرنے والے پہ کوئی ملامت نہیں یہ سب اقسام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے ثابت ہے۔ (فتاویٰ علمائے الہدایت، جلد 3 صفحہ

(151، 152)

اگر رفع یدین سنت ہوتا تو غیر مقلد عالم تسلیم کر لیتا کہ رفع یدین سنت ہے لیکن اس کا تسلیم نہ کرنا اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ خود غیر مقلدین کو اس بات کا علم نہیں ہے کہ رفع یدین سنت ہے یا نہیں؟

یہی فتویٰ محدث فتاویٰ پہ بھی موجود ہے۔

موجودہ غیر مقلدین جو رفع یدین نہ کرنے والے پہ اعتراض کرتے ہیں ان سے گزارش ہے رفع یدین ترک کرنے والوں پہ کوئی ملامت نہیں اور ترک رفع یدین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے اس بات کو تو تمہارے اکابر علماء نے تسلیم کر لیا ہے لیکن تم خود پہلے رفع یدین کو سنت تو تسلیم کر لو احناف پہ ترک رفع یدین کا اعتراض بعد میں کرنا۔

<http://www.urdufatwa.com/index.php?%2FKnowledgebase2%2FArticle%2FView%2F3028%2F2%2F12F>

غیر مقلد عالم عبدالمنان نورپوری سے کسی نے سوال کیا تھا کہ رفع یدین فرض ہے یا سنت تو جواب دیا گیا کہ "فرض اور سنت کی وضاحت کسی حدیث میں نہیں آئی" (قرآن و حدیث کی روشنی میں احکام و مسائل، جلد 1، ص 179)

پس اہل حدیث کے اس فتویٰ سے ثابت ہوا کہ رفع یدین نہ فرض ہے اور نہ ہی سنت ورنہ جواب دیتے وقت بتا دیا جاتا کہ رفع یدین سنت ہے یا فرض۔

سوال یہ ہے کہ اگر فرض اور سنت کی وضاحت کسی حدیث میں نہیں آئی تو پھر غیر مقلدین کو کیا علم کہ نماز میں فرض کون سا ہے اور سنت کون سی؟؟؟

اگر رفع یدین نہ فرض ہے اور نہ سنت تو پھر رفع یدین ہے کیا؟؟؟؟

ترک رفع یدین پہ فتویٰ لگانے والے غیر مقلدو! پہلے خود تو فیصلہ کر لو کہ نماز میں رفع یدین کی کیا حیثیت ہے؟؟ رفع یدین تمہارے نزدیک سنت ہے یا نہیں؟؟؟

یہی فتویٰ غیر مقلدین کی ویب سائٹ محدث فتاویٰ پہ بھی موجود ہے۔



قانونی آگاہی

اسم مجلہ	سربکف
سن آغاز	۲۰۱۵ (جولائی)
حالیہ شمارہ	مارچ، اپریل ۲۰۱۶
مدت اشاعت	دوماہی (Two Monthly)
مدیر	شکیب احمد
اوسط تعداد	لا تعداد
میدان اشاعت	آن لائن (برقی مجلہ) E-publish, Online
زمرہ	اسلامی

تمام مضامین و تحریر کی مکمل ذمہ داری مضمون نگار یا مراسلہ نویس کی ہوتی ہے۔ کسی بھی مضمون یا مراسلہ میں موجود ہر بات سے مدیر اور مجلس مشاورت کا اتفاق ضروری نہیں ہے۔ نیز مدیر یا مجلس مشاورت پر کسی قسم کی کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔ مجلہ کے کسی بھی حصے سے متن کاپی اور پیسٹ کیے جانے کی صورت میں حوالہ دیا جانا ضروری ہے۔ بصورت دیگر یہ شرعی، اخلاقی و قانونی جرم قرار پائے گا۔

اس برقی کتاب کو کسی بھی صورت میں قیمتاً فروخت کرنا سخت منع ہے، خواہ قیمت کتنی ہی قلیل ہو۔

بہشتی زیور پر ایک اعتراض کا جواب

عبدالرشید قاسمی سدھارتھ نگری حفظہ اللہ

غیر مقلدین کی طرف سے مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی کتاب ”بہشتی زیور“ پر جہاں بہت سارے اعتراضات کئے جاتے ہیں، وہیں ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ مولانا اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے کہ:

اعتراض: شوہر پردیس میں برسوں سے تھا، بیوی کو بچہ پیدا ہو گیا، قانون شرع سے حرامی نہیں اسی شوہر کا ہے۔

جواب: سب سے پہلے ”بہشتی زیور“ سے اصل مسئلہ نقل کیا جاتا ہے، اس کے بعد مولانا تھانوی ہی کی عبارت کی روشنی میں اس کی وضاحت کی جائے گی۔

”بہشتی زیور مکمل عکسی، حصہ چہارم“ صفحہ 227 / پر مسئلہ اس طرح لکھا ہوا ہے:

میاں پردیس میں ہے اور مدت ہو گئی، برسیں گذر گئیں کہ گھر نہیں آیا، اور یہاں لڑکا پیدا ہو گیا (اور شوہر اس کو اپنا ہی بتاتا ہے) تب بھی وہ از روئے قانون شرع حرامی نہیں، اسی شوہر کا ہے، البتہ اگر شوہر خبر پا کر انکار کرے تو لعان کا حکم ہو گا۔

(بہشتی زیور کامل چوتھا حصہ صفحہ 227)

اور یہ مسئلہ بالکل صحیح ہے، اس لئے کہ نسب اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ایک نعمت ہے (الفرقان آیت

بغیر کسی دلیل قطعی کے کسی کو حرام کار، حرامی، اور ولد الزناء کہنا بہت بڑی تہمت اور گناہ عظیم ہے، اس کا منہ سے نکالنا بھی جائز نہیں۔ لہذا جب تک بعید سے بعید احتمال بھی رہے گا، نسب ثابت کیا جائے گا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

”الولد للفرأش وللعاهر الحجر“ اور یہاں احتمال ہے، اس لئے کہ زوجیت باقی ہے، ممکن ہے کہ کرامت یا جن کی تسخیر سے دونوں کا اجتماع ہو گیا ہو، ہاں اگر شوہر انکار کرے اور بیوی پر بغیر کسی دلیل کے الزام لگائے، اور لعان کی دیگر شرائط بھی پائی جائیں تو لعان کا حکم ہوگا، بعدہ بچے کو حرامی قرار دے دیا جائے گا۔ یہ ہے اس مسئلہ کی حقیقت، مزید تفصیل کے لئے دیکھئے:

① اختری بہشتی زیور حصہ چہارم، ضمیمہ ثانیہ مسماۃ بہ تصحیح الاغلاط

② غیر مقلدین کا فرار ایک دلچسپ داستان

اب فرمائیے! کیا فرمانا چاہتے ہیں؟ اور اس مسئلہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟ کیا یہ مسئلہ کسی قانون شرعی یا قرآن و حدیث کے خلاف ہے؟ اگر ہاں تو کس قانون اور قرآن کی کس آیت یا حدیث کے؟ یا آپ جن کی تسخیر اور کرامت کے منکر ہیں؟ جو بھی ہو، وضاحت ضرور کریں۔

اور لیجئے! بٹوارے کا تماشہ بھی دیکھتے چلئے، آپ کے نواب وحید الزماں صاحب حیدرآبادی فرماتے ہیں کہ: ”ایک عورت سے تین مرد باری باری صحبت کریں اور ان تینوں کی صحبت سے لڑکا پیدا ہو جائے، تو لڑکے پر قرعہ اندازی ہوگی، جس کے نام قرعہ نکل آئے، اس کو بیٹا مل جائے گا، باقی دو کو یہ بیٹا لینے والا دو تہائی دیتا رہے“ (نزل الابرار 2/75)

کیا نواب صاحب کا بیان کردہ یہ مسئلہ قرآن کریم کی کسی آیت یا حدیث سے ثابت ہے؟ اگر ہاں تو نشاندہی کیجئے، اور اگر نہیں، تو اس پر کوئی اعتراض کیوں نہیں؟

☆☆☆

اہل حدیث یا منکر حدیث

(قسط ۲)

* غیر مقلدین کے ڈاکٹر رانا محمد اسحاق کا احناف دشمنی میں ترک رفع یدین کی احادیث کا کھلم کھلا انکار *

حافظ محمود احمد (عرف عبدالباری محمود)

قارئین کرام! غیر مقلدین کے ڈاکٹر رانا محمد اسحاق صاحب اپنی کتاب "نماز میں رفع الیدین کرنے کی شرعی حیثیت" کے شروع کے پہلے صفحہ پر ہی لکھتے ہیں:

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری زندگی مبارک میں بغیر رفع الیدین کبھی بھی نماز ادا نہیں کی۔"

تبصرہ: ڈاکٹر رانا محمد اسحاق صاحب کا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صریح جھوٹ ہے، اس لئے کہ صحابی رسول حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بغیر رفع الیدین کے نماز پڑھنا ثابت ہے، چنانچہ سنن ترمذی میں ہے:

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ: أَلَا أُصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى فَلَمْ يَزِفْ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ

یعنی علقمہؓ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی نماز نہ پڑھاؤں؟

پھر نماز پڑھی اور ہاتھ نہیں اٹھائے مگر ایک مرتبہ شروع نماز میں۔

(سنن ترمذی، حدیث: 257 / صحیح تحقیق البانی)

قارئین کرام! اس حدیث کے تمام راوی صحیح مسلم کے اعلیٰ درجہ کے راوی ہیں اور امام مسلمؒ کی شرط کے مطابق ہیں۔ چنانچہ غیر مقلدین جماعت کے مشہور محدث شیخ ناصر الدین البانی صاحب فرماتے ہیں:

والحق انه حدیث صحیح واسنادہ صحیح علی شرط مسلم ولم نجد لمن اعلمه حجة یصلح التعلق بها ورد الحدیث من اجلها

"یعنی حق بات یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے، اس کی سند مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور جن لوگوں نے اس حدیث کو معلول قرار دیا ہے ہمیں ان کی کوئی ایسی دلیل نہیں ملی جس سے استدلال صحیح ہو اور اس کی وجہ سے حدیث کو رد کیا جاسکے۔ دیکھیے: [مشکاۃ بتحقیق البانی: جلد 1، صفحہ 254] اور لطف کی بات تو یہ ہیکہ ڈاکٹر رانا محمد اسحاق صاحب نے خود اپنی اسی کتاب میں حضرت ابن مسعودؓ کی ترک رفع والی روایت کو صحیح تسلیم کیا ہے (دیکھیے: ص 23 و 31) لیکن اس کے باوجود ڈاکٹر رانا محمد اسحاق صاحب نے اپنی جہالت کا ثبوت دیتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بول دیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری زندگی مبارک میں بغیر رفع الیدین کبھی بھی نماز ادا نہیں کی۔"

اللہ پاک جھوٹوں سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

خاکپائے علمائے دیوبند

حافظ محمود احمد عرف عبدالباری محمود



احمد رضا خان کی تعریف میں علمائے دیوبند کی طرف منسوب جعلی حوالوں کی تحقیق

(قسط ۲)

مولانا ساجد خان نقشبندی حفظہ اللہ

کہتے ہیں علمائے اہل سنت دیوبند نے اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب کی مدح سرائی کی تھی۔ اس طرح کی تحریریں اور حوالہ جات آپ کی نظروں سے بھی گزرے ہوں گے۔ ذیل کی تحریر میں مولانا ساجد خان نقشبندی دامت برکاتہم نے ان حوالہ جات کا پوسٹ مارٹم کیا ہے۔ (مدیر)

شبلی نعمانی صاحب کی طرف منسوب جعلی حوالہ:

کوکب نورانی صاحب لکھتے ہیں:

”سیرۃ النبی نام کی مشہور کتاب لکھنے والے جناب شبلی نعمانی فرماتے ہیں:

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی جو اپنے عقائد میں سخت متشدد ہیں مگر اس کے باوجود مولانا صاحب کا علمی شجرہ اس قدر بلند درجہ کا ہے کہ اس دور کے تمام عالم دین اس (مولانا احمد رضا خان صاحب) کے سامنے پرکاش کی بھی حیثیت نہیں رکھتے اس احقر نے بھی آپ (فاضل بریلوی) کی متعدد کتابیں جس میں احکام شریعت اور دیگر کتابیں بھی شامل ہیں اور نیز یہ کہ مولانا کے زیر سرپرستی ایک ماہ وار رسالہ الرضا بریلوی سے نکلتا ہے جس کی چند قسطیں بغور و حوض دیکھی ہیں جس میں بلند پایا مضامین ہوتے ہیں۔“

(رسالہ ندوہ، اکتوبر 1964ء، ص 17، بحوالہ سفید و سیاہ، ص 113)

معارف رضا، ص 254 پر ندوہ کا سن اشاعت 1964ء کی جگہ 1914ء ہے اور یہی صحیح ہے یہی حوالہ طمانچہ، ص 34 و صاعقۃ الرضا، ص 159 پر بھی دیا گیا ہے۔

شبلی نعمانی صاحب کی طرف منسوب اس جعلی روایت کے من گھڑٹ ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ اس میں جس کتاب ”احکام شریعت“ کا تذکرہ ہے اس میں 1337، 1338، 1339ء تک کے سوالات موجود ہیں بلکہ اس کتاب میں موجود ایک رسالہ کا تاریخی نام الرمز المرصف علی سوال مولانا السید اصف 1339ء ہے (احکام شریعت، ص 210) یعنی احمد رضا خان کی وفات 1920ء سے ایک سال قبل 1919ء کے سوالات بھی موجود ہیں تو جو کتاب 1919ء تک چھپی ہی نہیں اسے شبلی نعمانی نے 1914ء میں کیسے پڑھ لیا؟ خدا کے بندوں جھوٹ بولنے کا بھی کوئی سلیقہ ہوتا ہے۔ پھر اگر شبلی نعمانی واقعی ہی احمد رضا خان صاحب کو اتنا بڑا طرم خان سمجھتے تو اپنے شاگردوں سے ضرور ان کا تذکرہ کرتے مگر ماقبل میں بریلویوں ہی کا حوالہ گزر چکا ہے کہ سید سلیمان ندوی احمد رضا خان کو نہیں جانتے تھے۔ پھر شبلی صاحب کی طرف منسوب اس جملے: ”مولانا صاحب کا علمی شجرہ اس قدر بلند درجہ کا ہے کہ اس دور کے تمام عالم دین اس (مولانا احمد رضا خان صاحب) کے سامنے پرکاش کی بھی حیثیت نہیں رکھتے“ اس کے جھوٹا ہونے کیلئے کافی ہے کیونکہ احمد رضا خان نے جس نقی علی خان صاحب سے علم حاصل کیا اس کا ہندوستان کی علمی دنیا میں کوئی تعارف نہیں۔ مگر بریلوی حضرات کی ذہنیت کا اندازہ لگائیں کہ ان جھوٹے اقوال پر کس طرح رائی کا پہاڑ کھڑا کر دیا چنانچہ عبد الوہاب خان قادری خلیفہ مجاز مصطفیٰ رضا خان لکھتا ہے:

ڈاکٹر صاحب! بار بار اس عبارت کو غور سے پڑھیں شاید ”پرکاش“ کا مطلب آپ نہ سمجھ سکیں پرکاش تنکے کو کہتے ہیں یہ آپ کے مسلمہ سند یافتہ شمس العلماء شبلی نعمانی میں جو متعدد کتب کے مصنف ہیں (مگر کسی ایک کتاب میں احمد رضا جیسے نام نہاد محقق سے اس اعتراف کے باوجود استفادہ نہیں کیا۔ از ناقل) سیرۃ النبی (ﷺ) بھی ان کی لکھی ہوئی ہے یہ فرما رہے ہیں اس دور کے تمام عالم دین اس مولوی احمد رضا خان صاحب کے سامنے پرکاش کی بھی حیثیت نہیں رکھتے اس دور کے عالم دین کہلانے والوں میں آپ کے اکابر و اصاغر سب داخل ہیں۔“ (صاعقۃ الرضا علی اعداء المصطفیٰ، ص 159، 160)

اندازہ لگائیں جو حضرات آج اس جدید میڈیا دور میں بھی ایسے جھوٹے بناوٹی حوالے تیار کر کے اس پر اتنی بڑی عمارت پروپیگنڈے کی تعمیر کر سکتے ہیں وہ اگر حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف جعلی فتویٰ یا علمائے دیوبند پر جعلی الزامات منسوب کر دیں تو کیا بعید ہے؟
علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب جعلی حوالہ:
مولانا کوکب نورانی صاحب لکھتے ہیں:

”جناب محمد انور شاہ کشمیری (صدر مدرس دارالعلوم دیوبند) فرماتے ہیں جب بندہ ترمذی شریف اور دیگر کتب احادیث کی شروح لکھ رہا تھا تو حسب ضرورت احادیث کی جزئیات دیکھنے کی ضرورت پیش آئی تو میں نے شیعہ حضرات و اہل حدیث و دیوبندی حضرات کی کتابیں دیکھیں مگر ذہن مطمئن نہ ہوا بالآخر ایک دوست کے مشورے سے مولانا احمد رضا خان بریلوی کی کتابیں دیکھیں تو میرا دل مطمئن ہو گیا کہ میں اب بخوبی احادیث کی شرح بلا جھجک لکھ سکتا ہوں واقعی بریلوی حضرات کے سرکردہ عالم مولانا احمد رضا خان صاحب کی تحریریں شستہ اور مضبوط ہیں جسے دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مولوی احمد رضا خان صاحب ایک زبردست عالم دین اور فقیہ ہیں۔“ (ماہنامہ ہادی دیوبند، جمادی الاولیٰ، 1330ھ، ص 21 بحوالہ سفید و سیاہ، ص 114)

معارف رضا، ص 252، 253، طمانچہ، ص 39، صاعقۃ الرضا، ص 162، 163۔

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ جیسے جلیل القدر محدث کا حدیث کی جزئیات کیلئے شیعہ و غیر مقلدین کی شروحات کی طرف مراجعت کرنا ہی اس روایت کے جھوٹے و جعلی ہونے کی دلیل ہے۔ اس روایت کو گھڑنے والا اتنا جاہل ہے کہ وہ شروحات لکھنے کی نسبت بار بار حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کر رہا ہے حالانکہ حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی کوئی حدیث کی شرح نہیں لکھی بلکہ ان کے شاگردوں نے ان کی تقاریر کو جمع کر کے شائع کیا یعنی حضرت کشمیری کی تصانیف نہیں بلکہ امالی ہیں۔ نیز

ہم پوری رضاخانیت کو چیلنج کرتے ہیں کہ احمد رضاخان نے جو شروحات احادیث لکھی ہیں جن کی طرف علامہ کشمیری جیسا آدمی مراجعت کرتا تھا وہ کہاں ہیں کس نے طبع کی ہیں کہاں سے دستیاب ہوں گی؟ علامہ کشمیریؒ نے ترمذی کی شرح لکھنے کی بات کی ہے کہ اس کیلئے احمد رضاخان کی طرف مراجعت کرنا پڑی حالانکہ احمد رضاخان کی ترمذی کی نام نہاد شرح تو ان کے بیٹوں سے لیکر آج تک کے رضاخانیوں نے حقیقت میں کیا خواب میں بھی نہیں دیکھی ہوگی تو علامہ کشمیریؒ نے کہاں سے دیکھ لی؟ سچ کہا دروغ گو را حافظہ نہ باشد

ویسے ان جعلی حوالوں سے علمائے دیوبند کا صاحب کشف ہونا تو کم سے کم ثابت ہو رہا ہے کہ جن کتابوں کو دنیا پر وجود ہی نہیں اور جو آگے چل کر کئی سال بعد طبع ہو کر معرض وجود میں آئی تھیں انہیں یہ اکابر پہلے ہی سے دیکھ لیتے تھے۔

مولانا اعزاز علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب جھوٹا حوالہ:

دارالعلوم دیوبند کے شیخ الادب جناب اعزاز علی فرماتے ہیں یہ احقر یہ بات تسلیم کر پر مجبور ہیں کہ اس دور کے اندر اگر کوئی محقق اور عالم دین ہے تو وہ احمد رضاخان بریلوی ہے کیونکہ میں نے مولانا احمد رضاخان کو جسے ہم آج تک کافر بدعتی مشرک کہتے رہے ہیں بہت وسیع النظر اور بلند خیال علو ہمت عالم دین صاحب فکر و نظر پایا آپ (فاضل بریلوی) کے دلائل قرآن و سنت سے متصادم نہیں بلکہ ہم آہنگ ہیں لہذا میں آپ کو مشورہ دوں گا اگر آپ کو کسی مشکل مسئلہ میں کسی قسم کی الجھن درپیش ہو تو آپ بریلی میں جا کر مولانا احمد رضاخان صاحب بریلوی سے تحقیق کریں۔ (رسالہ النور تھانہ بھون شوال المکرم 1342ھ، ص 40)

بحوالہ سفید و سیاہ، ص 114، معارف رضا، ص 252، طمانچہ، ص 40، صاعقۃ الرضا، ص 164، 163

یہ رسالہ انور کس کا ہے؟ کس نے لکھا؟ اس کی کیا حیثیت ہے؟ ان رضاخانیوں نے کبھی خود بھی یہ حوالہ دیکھا ہے؟ اس جعلی روایت کو گھڑنے والے کو اتنا بھی علم نہیں کہ ان کا امام احمد رضا 1340 میں وفات پا گیا تھا تو دو سال بعد 1342 میں کیا مولانا اعزاز علی احمد رضاخان صاحب کی قبر میں بوسیدہ ہڈیوں سے علمی استفادہ کرنے کا مشورہ دے رہے ہیں؟

شرم تم کو مگر نہیں آتی

اس کے جھوٹا ہونے کا ایک اور ثبوت یہ ہے کہ مولانا اعزاز علی کی طرف منسوب یہ قول :
”آپ (فاضل بریلوی) کے دلائل قرآن و سنت سے متضادم نہیں بلکہ ہم آہنگ ہیں“
حالانکہ مولانا اعزاز علی نے فتاویٰ دارالعلوم دیوبند میں جگہ جگہ علم غیب حاضر ناظر مختار کل اور بدعات پر احمد رضاخان کے دلائل کا رد کیا ہے۔

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی طرف منسوب جعلی حوالہ:

جناب شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں مولانا احمد رضاخان کو تکفیر کے جرم میں برا کہنا بہت ہی برا ہے کیونکہ وہ بہت بڑے عالم دین اور بلند پایہ محقق تھے مولانا احمد رضاخان کی رحلت عالم اسلام کا بہت بڑا سانحہ ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔“

(ماہنامہ ہادی دیوبند، ذوالحجہ، 1369ھ، ص 21، بحوالہ سفید و سیاہ، ص 116، صاعقۃ الرضا، ص 164)
مولانا احمد رضاخان کی وفات 1340ھ میں ہوئی تو وفات کے 29 سال بعد 1369ھ میں ان کے سانحہ ارتحال پر افسوس کرنا پکار پکار کہہ رہا ہے کہ میں کسی بریلوی کذاب کے دماغ کا شاخسانہ ہوں۔

علامہ بنوریؒ کے والد کی طرف منسوب حوالہ:

کو کب اوکاڑوی لکھتا ہے :

”جناب محمد یوسف بنوری کے والد جناب زکریا شاہ بنوری فرماتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ ہندوستان میں (مولانا) احمد رضا بریلوی کو پیدا نہ فرماتا تو ہندوستان میں حنفیت ختم ہو جاتی۔“ (سفید و سیاہ، ص 116)

مولانا اوکاڑوی نے اس جھوٹ کا کوئی حوالہ نہیں دیا ایسے موقع پر حسن علی رضوی یوں گوہر افشانی کرتے ہیں :

”اس الزام بد انجام کے ساتھ کوئی حوالہ نہیں نہ دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کی روئیداد کا حوالہ ہے نہ بریلی شریف کے کسی روزنامہ اخبار یا ماہنامہ رسالہ کا حوالہ نہ کسی عام اخبارات میں ہندو پاکستان کے کسی اخبار کا سن اور تاریخ تعین کے ساتھ حوالہ لہذا یہ حوالہ حرامی ہے کسی دیوبندی ملاں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور جنم لیا ہے پھر اس مضمون کی ترتیب بھی بتا رہی ہے کہ یہ حوالہ ولد الحرام ہے۔“

(محاسبہ دیوبندیت، ج 2، ص 44، انجمن انوار القادریہ کراچی)

خلاصہ کلام کہ یہ تمام حوالہ جات من گھڑٹ اور وضع کردہ ہیں یہ اصل حوالے خود ان لوگوں نے بھی کبھی نہ دیکھے ہوں گے ہم ان پر کوئی تبصرہ اپنی طرف سے کریں تو شاید اوکاڑوی صاحب کہیں کہ تمہیں تہذیب و شائستگی سے تمہیں کوئی سروکار نہیں اس لئے ہم انہیں کے فرقے کے اجل العلماء کی کوثر و تسنیم سے دھلی ہوئی، تہذیب و شائستگی سے بھرپور، متانت و سنجیدگی سے مرقوم عبارت ان کی بارگاہ میں بطور تبصرہ پیش کرتے ہیں :

”انہوں نے ہی بہتان طرازی کا بازار گرم کیا کتب دینیہ میں تحریفیں کرنا ان کی مخصوص عادت ہے عبارات میں کتر و بیونت کرنا ان کی مشہور خصلت ہے یہ فرقہ جب اپنی مکاری پر اتر آئے تو اپنے خصم (مخالف) کا قول اپنے دل سے بنا کر لے آئے یہ جماعت جب اپنی افتراء پردازی پر اتر آجائے تو خصم (مخالف) کے آباء اجداد اور مشائخ کی طرف سے جو عبارات چاہے گڑھ کر لے آئے ان تصانیف کے نام تراش لے پھر ان کے مطبع تک بنا ڈالے۔۔۔ مسلمانو ذرا انصاف سے کہنا کیا ایسا جیتا افترا و بہتان کیا ایسی

گندی اور گھنونی تحریر تم نے کوئی اور بھی دیکھی؟ کیا ایسا صریح کذب اور جھوٹ کیا ایسی بے حیائیوں اور ڈھٹائیوں کی نظیر تم نے کوئی اور بھی سنی؟ کیا ایسی بے شرمی کا مظاہرہ تم نے کہیں اور بھی کیا؟ کیا ایسی بے ایمانی اور مکر و کید کا مجموعہ تم نے کبھی اور بھی دیکھا؟ قابل توجہ یہ چیز ہے کہ یہ سارا افترا و بہتان دجل و فریب مکر و کید تحریف و کذب محض اس لئے عمل میں کہ۔۔۔ (اے دیوبندیو! از ناقل) تم یہ کہتے ہو۔۔۔ اور تمہارے مشائخ کرام فلاں فلاں کتاب میں یوں فرماتے ہیں۔“

(رد شہاب ثاقب، ص 12 تا 14، ادارہ غوثیہ رضویہ لاہور)

انہی کی مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات ان
کی

انہی کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات ان کی



إِنَّ مِنَ الشَّعْرِ حِكْمَةً

بلاشبہ کتنی ہی شاعری حکمت و دانائی سے لبریز ہوتی ہے۔ (صحیح بخاری، جلد سوم: حدیث نمبر ۱۰۹۸)

اے علی مستو!

سید نصیر الدین نصیر رحمۃ اللہ علیہ

مرحبا یہ جلوہ زیبائے بام عائشہ
 ہے ہلالِ آمنہ، ماہِ تمام عائشہ
 عائشہ کے اس شرف کو بھی ذرا ملحوظ رکھ
 اپنے منہ سے مصطفیٰ لیتے تھے نامِ عائشہ
 آنہ جائے سن کے زہرا کی طبیعت پر ملال
 لی جیو مت بے ادب لہجے میں نامِ عائشہ
 جب نکیرین آئیں گے کہہ دوں گا اُن سے قبر میں
 مجھ سے کچھ مت پوچھیے، میں ہوں غلامِ عائشہ☆
 اپنا اندر صاف رکھنے کے لئے ہر میل سے
 سانس کی تسبیح پر لیتا ہوں نامِ عائشہ
 ذہن میں لا کر تصورِ عظمتِ بو بکر کا
 ایک نعرہ اے علی مستو! بنامِ عائشہ

☆ شعر مناسب نہیں۔ قبر نسبتیں نہیں دیکھتی۔ (مدیر)

صف شکنوں کو سلام کرتے ہیں

ڈاکٹر جاوید اقبال

وفا کے نعرہ زنوں کو سلام کرتے ہیں
 ہم اپنے صف شکنوں کو سلام کرتے ہیں
 جو دشمنوں کو دبائے ہوئے ہیں ان کو سلام
 جو اپنے خوں میں نہائے ہوئے ہیں ان کو سلام
 جو کم ہیں پھر بھی جو چھائے ہوئے ہیں ان کو سلام
 ہم اپنے صف شکنوں کو سلام کرتے ہیں
 شہید جیت گئے، شہسوار جیت گئے
 دیار پاک ترے جانثار جیت گئے
 وفا ہے معجزہ جسم و جاں ، سو، کام آئی
 ہجوم ہار گیا ، کم شمار جیت گئے

ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی

خواجہ عزیز الحسن مجذوب

ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی
اب تو آ جا اب تو خلوت ہو گئی
ایک تم سے کیا محبت ہو گئی
ساری دنیا سے عداوت ہو گئی
یاس ہی اس دل کی فطرت ہو گئی
آرزو جو کی وہ حسرت ہو گئی
جو مری ہونی تھی حالت ہو گئی
خیر اک دنیا کو عبرت ہو گئی
دل میں وہ داغوں کی کثرت ہو گئی
رُونا اک شان وحدت ہو گئی
آگئے پہلو میں راحت ہو گئی
چل دیئے اٹھ کر قیامت ہو گئی

عشق میں ذلت بھی عزت ہو گئی
لی فقیری بادشاہت ہو گئی
سوگ میں یہ کس کی شرکت ہو گئی
بزم ماتم بزم عشرت ہو گئی



فکری امانت

”سربکف“ مجلہ آپ کو کیسا لگا؟ کیا ”سربکف“ آپ کے ذوق پر کھرا اترتا ہے؟ اس کی تحریروں کے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

اور۔۔۔ اس کی بہتری کے لیے ہم کیا کر سکتے ہیں؟

اسے پڑھ کر آپ کے ذہن میں جو خیالات آتے ہیں وہ ہم سب کی امانت ہے۔ آپ اسے ہم تک پہنچائیں، ہم ان شاء اللہ اسے بہتر انداز میں سربکف کے قارئین تک پہنچا دیں گے۔
اپنی رائے دینے کے لیے اس صفحے پر جائیں (کلک):

<http://sarbakaf.blogspot.com/p/feedback.html>

یا اس ای میل پر روانہ کریں: SarbakafMagazine@gmail.com

یا اس فیس بک پیج پر ارسال فرمائیں: www.facebook.com/SarbakafMagazine

قَالَ فَأَخْبِرْنِي عَنْ الْإِحْسَانِ قَالَ أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ

جبریلؑ نے پوچھا احسان کی حقیقت بتائیے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: احسان کی حقیقت یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو اگر یہ مرتبہ حاصل نہ ہو تو (تو کم از کم) اتنا یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ تم کو دیکھ رہا ہے۔ (صحیح مسلم، جلد اول: حدیث نمبر ۹۶)

خود پسندی

مولانا فضل الرحمن ندوی حفظہ اللہ

اللہ نے ہر انسان کو سوچنے سمجھنے کی الگ الگ صلاحیتیں عطا کی ہیں، جہاں ایک انسان کسی واقعہ پر غور و فکر کے بعد ایک نتیجہ اخذ کرتا ہے تو دوسرا کوئی اور نتیجہ نکالتا ہے، چونکہ دنیا میں انسانوں کے سوچنے سمجھنے کے ڈھنگ جدا جدا ہیں سو کسی واقعہ پر ایک شخص کے ذریعہ پیش کیا گیا تجزیہ بہت سے ایسے لوگوں کے حلق سے نیچے نہیں اترتا جو اس سے مختلف ذہنیت کے حامل ہوتے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم کس بنیاد پر کسی نظریہ کو اختیار یا رد کر رہے ہیں۔ ظاہر ہے ہمارا کسی نظریہ کو اختیار کرنا ہمارے علم و تجربے اور مخصوص حالات سے متاثر ہو کر ہوتا ہے، لہذا اس خوش فہمی میں رہنا کہ ہم نے جو نتیجہ اخذ کیا ہے صرف وہی درست ہے ایک بالکل نامناسب رویہ ہے۔

ہمیں اللہ نے نماز کی بیش بہا دولت سے نوازا ہے اور نماز میں سورہ فاتحہ کی قرات ہر رکعت میں ضروری قرار دی ہے، افکار و خیالات کی اس دنیا میں رہتے ہوئے جب ہم دن میں پانچ مرتبہ اس آیت کریمہ پر پہنچتے ہیں تو بے ساختہ قلب سے یہ آواز نکلتی ہے کہ اے میرے خدا افکار و نظریات کے اس جنگل میں ہمارے لئے مشکل ہے کہ ہم صحیح فکر تک رسائی حاصل کر سکیں تیری عنایات حاصل نہ ہوئیں تو یقیناً ہم خسارے میں رہیں گے، اے میرے پروردگار دلائل کے بہتات نے ہمیں عاجز کر رکھا ہے، کبھی کوئی

نظریہ صحیح معلوم ہوتا ہے تو کبھی کوئی دلیل اپنے آگے جھکنے پر مجبور کر دیتی ہے یا خدا ہمیں سیدھا راستہ دکھا
نفس کی پیروی سے محفوظ رکھ۔ اس اندھی عقیدت سے بچا جو بغیر دلیل اور ضد اور ہٹ دھرمی کی بنیاد پر
ہو

یاد رکھیں! صحیح فکر اختیار کرنا صرف اور صرف توفیق الہی سے ہی ممکن ہے۔ علم کا غرور نقصان کا باعث ہوتا
ہے، ہمیں اس سے پناہ مانگنا چاہیے۔
اللہ ہم سب کو غرور، خود پسندی اور تعصب سے محفوظ رکھے۔ آمین۔



Direct Jump!

'سربکف' کی برقی کتاب یعنی پی ڈی ایف فائل (PDF file) اور اوپر لکھے صفحہ نمبر (Page number) مطابق کر دیے گئے ہیں۔ اب آپ کسی بھی صفحے پر براہِ راست جا سکتے ہیں۔
جملہ حقوق محفوظ © دو ماہی ”سربکف“ مجلہ

حسن پرست قاتل بن گیا

ڈاکٹر شاہد محمود حفظہ اللہ

حسن فانی پر اگر تو جائے گا
یہ منقش سانپ ہے ڈس جائے گا

”میں اس حسینہ کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔۔۔!“
میں خدائی فیصلے کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔۔۔!“
چاہے کچھ بھی ہو، میں اس کو بیوی بنا کے رہوں گا۔!“

”اس سے تمہاری شادی نہیں ہو سکتی ...
یہ تو تمہارے ساتھ پیدا ہوئی تھی ...
اس کا شوہر ہائیل ہے، تم نہیں ...“
حضرت آدم علیہ السلام نے قاتیل کو سمجھایا۔
”اور اگر پھر بھی تم اس فیصلے کو ماننے کے لئے تیار نہیں تو پھر دونوں قربانی کرو، جس کی قربانی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، وہی اس کا شوہر ہو گا۔!“

☆☆

”میں تمہیں قتل کر دوں گا ...“
”تم مجھے اس لیے قتل کرو گے کہ تمہاری قربانی قبول نہیں ہوئی؟؟؟“
قربانی تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں اور اس کی قبول فرماتے ہیں جو تقویٰ والا ہو ...
تم اگر مجھے مارنے کے لیے ہاتھ اٹھاؤ گے بھی تو پھر بھی میں تمہیں مارنے کے لیے اپنا ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا ...
میں اپنے ہاتھ تمہارے خون سے رنگین نہیں کروں گا کیوں کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں ...“

پھر اس کے نفس نے اس کو اس سطح تک پہنچا دیا کہ اس نے ہائیل کو قتل کر دیا...
اور پھر اس کو ندامت نے آن گھیرا...
اور وہ ناکام ہونے والوں میں سے بن گیا...
حسن پرستی... اور اس کی بڑھی ہوئی شکل ہوس کا منطقی انجام...

اللہ تعالیٰ کی بغاوت، نافرمانی اور ناراضگی...
والدین کی نافرمانی... اور والد بھی وہ کہ جدِ انبیاء ہو...
والدین کی آہ و بکا کا ذریعہ...
بھائی جو کہ بازو تھا، اس کا قتل...
پریشانی، ناکامی، خسارہ اور...
پاگل ہو کر حسرتناک موت...!
اور ایسے گناہ کا بانی بن گیا جو اس سے پہلے سرزد نہ ہوا تھا، اسی بنا پر ہر قتل کے گناہ میں حصہ دار بن گیا...
اور یہ حسن پرستی ہی حسد، کینہ اور دشمنی کا ذریعہ بنی... اور...
جو بھی اس راستے پر چلے گا، اسی انجام سے دوچار ہو گا...

یہ ایسا مرض ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا کا بیٹا ہونا۔
اور ان کی صحبت... بھی کارگر ثابت نہ ہو سکی...
بلکہ نفس اور خواہش کے پیچھے چل کر بھائی کے قتل پر آمادہ ہو گیا...

آج کے اس دور میں بھی حسن پرستی اور حصولِ زن کے اس قابیلی جذبے، سوچ اور فکر نے...
کتنے گھر اجاڑ ڈالے...!
کتنی ماؤں کی گود خالی کر دی...!

کتنے بھائیوں کو آپس میں دشمن بنا دیا ... !
اور کتنے ہی نوجوانوں کو خودکشی ، جیلوں اور پھانسی کے پھندے تک پہنچا دیا ... !
حسن فانی پر اگر تو جائے گا
یہ منقش سانپ ہے ڈس جائے گا



Stay In Touch!

<http://Sarbakaf.blogspot.com>

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٣٢﴾

یقیناً اس بات میں ان لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں۔ (سورہ الزمر: ۳۲)

ہاں! جمہوری نظام اسلام کے خلاف ہے؛ لیکن.....

مولانا آفتاب اظہر صدیقی

اگر ہم دنیا کے جمہوری نظام کا موازنہ اسلامی نظام سے کریں تو دونوں کے درمیان آسمان و زمین کا فرق نظر آتا ہے، اسلامی نظام وہ ہے جو انسان کی روحانی فطرت کے مطابق ہو اور جس میں حدودِ انسانیت سے تجاوز ممنوع ہو جبکہ جمہوری نظام وہ ہے جو انسانی فطرت کو نفسانی آزادیاں فراہم کر کے شیطانی راہوں پر گامزن کر دے۔

جمہوری نظام کی بنیاد

۱. ولٹائر

۲. مون ٹیسکیو

۳. روسونامی

تین دہریوں کے افکار کی تشہیر و مقبولیت کا نتیجہ ہے، انہوں نے دنیا کے سامنے یہ نظریہ پیش کیا کہ ہر آدمی خود مختار ہے، وہ کسی کی ماتحتی میں رہنے کے لئے نہیں پیدا ہوا اور اسے اپنے اعتبار سے ہر طرح کی آزادی حاصل ہونی چاہئے نہ وہ کسی حکومتی نظام کا پابند ہے اور نہ کسی مذہب کا؛ بلکہ مذہب ہر کسی کا ذاتی معاملہ ہے لہذا ایسی سلطنت قائم ہونی چاہئے جو ہر انسان کو ہر طرح سے آزاد اور خود مختار زندگی بسر کرنے کا حق فراہم کرے اور اس کے کسی داخلی یا خارجی، دنیوی و مذہبی معاملات میں دخل نہ دے سکے اور یہ سلطنتی نظام عوام ہی کے ذریعے تشکیل دیا جائے، چونکہ یہ نظریہ بظاہر حیاتِ انسانی کے لئے اطمینان بخش تھا اس لئے بڑی تیزی کے ساتھ دنیا نے جمہوری نظام کو قبول کر لیا اور اس کے نفاذ

کے لئے عملی میدان میں اتر کر سعی کرنے لگے؛ ساری دنیا کا بہت جلد جمہوریت پسند ہونا اس لئے تھا کہ اس سے پہلے مطلق العنان حکومتوں اور بادشاہی نظام نے دنیا میں جبر و تشدد اور ظلم و ستم کا ماحول برپا کر دیا تھا، رعایا کے حقوق پامال کئے جا رہے تھے، ان پر طرح طرح کے ظالمانہ قوانین نافذ کئے گئے، ان کی آزاد زندگیوں کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیا گیا تھا اور لوگ ایسی محکومانہ زندگی گزار رہے تھے جس میں ذلت آمیز مظلومیت کے سوا کچھ نہیں رہ گیا تھا۔

ان ظالمانہ حکومتوں کا مذہبی تعلق مغربی کلیسائی مذہب سے ہوا کرتا تھا اور جہاں مسلم بادشاہوں کی حکومتیں تھیں وہاں بھی وہ اسلامی دستور اور قرآنی تعلیمات سے ہٹ کر خود مختار قوانین جاری کرنے لگے تھے؛ لیکن جس کے خلاف عوام میں جمہوری افکار نے جنم لیا وہ یورپ میں چرچ کی ظالمانہ حکومت تھی، کسی کو کلیسا کے بنائے ہوئے اصول سے قطعاً اختلاف کا حق نہ تھا، اس کے خلاف آواز اٹھانے والوں پر ظلم و تشدد جاری کیا جاتا اور بہت سی دفعہ زندہ جلادیا جاتا تھا؛ لیکن آہستہ آہستہ کلیسائی نظام کے خلاف لوگوں میں جذبہ بڑھتا گیا اور رفتہ رفتہ چرچ کے خلاف نفرت کی فضا پیدا ہوتی گئی اور دھیرے دھیرے چرچ کا اقتدار کم ہو گیا؛ چنانچہ زندگی کے مختلف شعبوں میں مختلف مفکرین پیدا ہوئے جنہوں نے چرچ کے بنائے ہوئے غیر فطری نظام سے بغاوت کر کے لوگوں میں نئے افکار کی اشاعت کی اور بالآخر مغربی دنیا میں جمہوریت غالب آئی جن مفکرین و فلاسفہ کو آزاد خیال جمہوریت کا بانی سمجھا جاتا ہے وہ یہی تین دہریے ہیں وولٹائر، مون ٹیسکیو اور روسو۔ بہر حال آج خشکی کے اکثر حصوں پر جو جمہوری نظام قائم ہے وہ اگرچہ بظاہر درست اور عقل کے عین موافق معلوم ہوتا ہے؛ لیکن حقیقت میں یہ نظام جہاں خدا سے غافل بلکہ اس کا باغی بناتا ہے وہیں انسانی اخلاق کو بد سے بدتر کرتا ہے اور پاکیزہ ماحول کے لئے بڑا خطرہ ہے اس لئے کہ جمہوریت کا مطلب ہے ہر طرح کی کھلی آزادی جس کے نتیجے میں انسان بے حیائی اور برائی کی حدیں پار کر دیتا ہے؛ آج مغربی ممالک میں ہم جنس پرستی کی بلاء، شادی سے قبل جنسی تعلقات، ایڈز جیسی خطرناک بیماری، زنا کاری کی بہتات اور غیر ثابت النسب افراد کی اکثریت اسی جمہوری نظام اور خیالی آزادی کی پیداوار ہے، جمہوریت کی خراب کاریاں صرف انسانی معاشرے تک

محدود نہیں بلکہ معاشی زندگی کو بھی اس سے بڑا نقصان ہوا ہے کہ جہاں جہاں جمہوری نظام قائم ہے غربت و افلاس اور حق تلفی کی صدائیں بھی سب سے زیادہ وہیں سے بلند ہوتی ہیں۔

اس لئے کہ عوام کی اکثریت جن چند افراد کو تختہ حکومت سوپ دیتی ہے تخت نشیں ہونے کے بعد وہی لوگ عوام کے حقوق پامال کرتے ہیں اور کمزوروں کے حقوق ہڑپ کر جاتے ہیں۔ جہاں تک بات ہندوستان کے جمہوری نظام کی ہے تو اتنی بات ضرور ہے کہ یہاں بھی ہر آدمی کو ”جمہوریت“ کے مفہوم و مقصد کے مطابق چین کی پرسکون زندگی میسر نہیں، چوری، ڈکیتی، رشوت، کالا بازاری، فحاشی، زنا کاری اور غنڈہ گردی کے علاوہ ہر طرف غربت و افلاس اور حق تلفی و نا انصافی کا رونا ہے؛ تاہم یہاں اب تک جمہوریت کے مغرب جیسے بہت برے نتائج ظاہر نہیں ہوئے، جمہوریت میں جہاں یہ بات داخل ہے کہ یہ کسی مذہب کی پابند نہیں وہیں یہ بات بھی شامل ہے کہ کسی کے مذہبی معاملات میں اس کا کوئی دخل نہیں، کسی سے اس کے مذہبی حقوق ضبط نہیں کئے جاسکتے اور نہ ہی کسی کو اس کے عقائد و اعمال کے اظہار و اقرار سے روکا جاسکتا ہے، یہ بات ہر اقلیت پذیر فرقے کے لئے بہت اہم اور اطمینان بخش ہے۔

”یہ بات روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے کہ ہم اپنے تمام حقوق سے بڑھ کر مذہبی حقوق کو اہمیت دیتے ہیں اس لئے جب تک ہمارے مذہبی امور میں کوئی مانع پیش نہ آئے ہم اس جمہوری نظام کے پابند ہیں اور اپنے وطن سے محبت و وفا ہمارے ایمان کا حصہ ہے“

ظاہر ہے کہ کسی بھی مذہب کے ماننے والے اس وقت تک کسی بھی نظام حکومت کے خلاف نہیں جاسکتے جب تک انہیں ان کے مذہبی اختیارات مکمل طور پر حاصل ہوں، ہم مسلمان بھی یہاں اقلیت میں ہیں اور یہ بات روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے کہ ہم اپنے تمام حقوق سے بڑھ کر مذہبی حقوق کو اہمیت دیتے ہیں اس لئے جب تک ہمارے مذہبی امور میں کوئی مانع پیش نہ آئے ہم اس جمہوری نظام کے پابند ہیں اور اپنے وطن سے محبت و وفا ہمارے ایمان کا حصہ ہے؛ لیکن یہ بات بھی صاف ہے کہ جس طرح ملک کی محبت میں اس کی سالمیت اور بقا کے لئے ہم کسی طرح کی قربانی دینے

سے پیچھے نہیں ہٹتے اسی طرح اپنے ایمان و اسلام اور عقائد کے تحفظ کی خاطر ہم ہر طرح کی قربانی کے لئے تیار رہتے ہیں کیوں کہ ہمیں اپنے ایمان سے بڑھ کر دنیا کی کوئی شے عزیز نہیں۔

از قلم: مولانا آفتاب اظہر صدیقی

مقیم: جامعہ عربیہ مدرسۃ المؤمنین، منگلور (اتراکھنڈ)



آن لائن دنیا میں باطل سے ٹکرانے والا دوماہی مجلہ

”سربکف“

پڑھیے اور پڑھائیے

© SarBakaf Publications

www.sarbakaf.blogspot.com

لوگوں کو کبھی خوش نہیں کیا جاسکتا!

فصیح الدین محمد ناصر حفظہ اللہ

اگر کسی کی ہائیٹ (قد) چھوٹی ہو تو لوگ اسے پستہ کہتے ہیں، کسی کی ہائیٹ بڑی ہو تو کچھ لوگ اسے لمبو کہہ دیتے ہیں۔ کوئی ماشاء اللہ سے صحتمند ہو تو اسے کہیں گے کہ کم ٹھونسا کر، کوئی سمارٹ یا دیکھنے میں پتلا ہو تو کہیں گے بھائی کچھ کھاتے پیتے نہیں ہو؟؟ کسی کی رنگت اللہ پاک نے سیاہ بنائی ہو تو اسے کالا یا کالو کالو کہہ کر تیر ماریں گے اور اگر کوئی سانولا ہو تو تب بھی اسکی جان مشکل سے ہی چھوٹے گی، اگر کوئی گورا اور سفید رنگت والا ہو یا رنگ صاف ہو تو اسے چٹا، چٹو یا چکنا وغیرہ کہہ کر دانت نکالیں گے۔ کوئی پڑھنے میں دلچسپی نہ لیتا ہو اسکی شامت ہی آئی رہے گی اور اگر کوئی پڑھنے میں اچھا ہو اور اپنا کام ذمہ داری ایمانداری سے کرتا ہو تو لوگ کہیں گے کہ اجی یہ تو ہے ہی کتابی کیڑا ہر وقت پڑھتا ہی رہتا ہے۔ کوئی کھیلنے میں اچھا ہو (کرکٹ) یا کوئی بھی کھیل تو لوگ کہیں گے سارا ٹائم کھیل کود میں برباد کرتا ہے اور اگر وہ زیادہ وقت سٹڈیز اور کلاسز، اسائنمنٹس، پروجیکٹس پر صرف کرے تو وہی بات کہ اسکے پاس تو اپنی صحت کی بہتری اور کھیلنے کا ٹائم نہیں۔ اگر کوئی بندہ جب پسند کرتا ہو تو اسے کہیں گے کہ اپنا کاروبار ہی اچھا ہے تو بھلا کیوں کسی کے نیچے رہ کر کام کرنا؟؟ کوئی اپنا کاروبار کرتا ہو تو کہا جائے گا کہ اچھی نوکری اور مراعات سے بڑھ کر تو کچھ بھی نہیں ہے۔

کوئی خاندان سے لڑکی پسند کر کے شادی کرے تو کہا جائے گا کہ دنیا کہاں سے کہاں پہنچ گئی یہ سادے کا سادہ، کوئی کسی یونیورسٹی میں کسی کو پسند کرتا ہو تو اسے بے حیا اور بے غیرت کہا جائے گا کہ دیکھو جی خاندان میں اتنی لڑکیاں تھیں کیا ضرورت تھی باہر سے لڑکی پسند کرنے کی یا بیاہ کر لانے کی؟؟ کوئی اپنا کچھ ٹائم اردو تحاریر لکھنے میں لگائے اور اسکی کوشش ہو کہ اسکی ذات سے لوگوں کا بھلا ہو تو کہا جائے گا

اسے دیکھو کن کاموں میں لگا ہوا ہے بڑا آیا علامہ، کوئی لکھنے پڑھنے میں دلچسپی نہ لیتا ہو تو کہیں گے اسے تو کسی اخبار یا رسالے کا شوق تک نہیں، بڑا ہی بد ذوق بندہ ہے۔ کوئی اسلام پسند ہو تو اسے مذہبی مذہبی کہہ کر چھیڑا جائے گا یا مولوی، ملا کہہ کر خوش ہوا جائے گا اور اگر کوئی دین کو نہ جانتا ہو یا دین سے اتنی رغبت نہ رکھتا ہو تو اسے بغیر سوچے سمجھے ملحد، کافر، دین دشمن وغیرہ کہا جائے گا۔

کسی نے داڑھی رکھی تو اسے طالبان یا شدت پسند کہہ دیا جائے گا اور اگر کسی نے کلین شیو کی ہے یا فرنیچ یا ملتا جلتا سٹائل تو اسے انگریز کہا جائے گا۔ کسی نے کرتا پاجامہ زیب تن کر رکھا ہو اسے سادہ، بیوقوف سمجھا جائے گا اور اگر کسی نے پینٹ کوٹ یا پینٹ شرٹ پہن رکھی ہو اسے عیسائیوں، یہودیوں کا فین سمجھا جائے گا، کسی نے شلوار یا پینٹ ٹخنوں سے کچھ اوپر رکھی ہو اسے پھر وہی طالبان بنا دیا جائے گا اور اگر کسی نے ٹخنے ڈھانپے ہوں اسے مغرور کہہ دیا جائے گا اگرچہ اسے اس کے متعلق نہ بھی پتہ ہو۔ کوئی سر کو ڈھانپتا ہو کوئی ٹوپی یا پگڑی پہننا پسند کرتا ہو تو اسے دقیانوسی کہہ کر لوگ ڈرامے بازی کریں گے اور اگر کسی نے سر نہ ڈھانپا ہو اسے فیشن ایبل کہا جائے گا۔

آپ جو مرضی کر لیں جتنے سچے، اچھے، کھرے، نیک نیت، نیک کردار، نیک سیرت اور باقی اوصاف کے حامل ہو جائیں آپ پوری دنیا کو خوش کر ہی نہیں سکتے۔ آپ جتنا مرضی لوگوں کا خیال کریں یہ ضروری نہیں آپ کے ساتھ وہ اچھے ہی رہیں گے۔ اس لیے صرف اللہ پاک اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں اور ممکنہ حد تک اچھے رہیں لیکن اللہ پاک کے سوا کسی دنیاوی بندے سے کوئی مفاد وابستہ نہ رکھیں کیونکہ یہاں اندھیر نگری ہے اور اندھیر نگری میں جو لوگ اجالے کرنے کی کوشش کریں یہاں انکے ساتھ بھی زیادتیاں کرنا لوگوں کا معمول اور مشغلہ ہے۔

اللہ پاک کو خوش کیا تو اللہ پاک آپ کے سارے کام بنائیں گے اور دین و دنیا میں کامیابیاں دیں گے۔
 لوگوں کو خوش کر کے اللہ پاک کو ناراض کیا تو کچھ حاصل نہ کیا۔ ہاں آپ اپنا اچھا پن ضرور جاری رکھیں
 لیکن یہاں کسی سے کوئی توقع نہ رکھیں کیونکہ ڈرامے بازیاں کرنے والوں سے کسی کی پوری نہیں ہوتی۔
 اللہ پاک ہمیں دین و دنیا کی بھلائیاں اور کامیابیوں سے نوازیں۔ آمین



اینٹی دجال مشن ڈاٹ کام

دجالی نظام سے برسرِ پیکار ہونے کے لیے ایک پلیٹ فارم

”سربکف“ کے لیے نیک خواہشات کے ساتھ

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَن يَخْشَى ﴿٢٦﴾

بلاشبہ اس میں نصیحت کا سامان ہے، ان کے لیے جو (اللہ سے) ڈرتے ہیں۔ (سورہ ۷۹، النازعات: ۲۶)

ہم جنس پرستی مخالف بیان پر پیکیا کو نائیگی کا جھٹکا

فلپائن۔ ۱۸ فروری (یو این آئی، ماہنامہ اللہ کی پکار) گزشتہ سال صدر کے عظیم مقابلے میں پیش کر چکے دنیا کے مشہور باکسر فلپائن کے مینی پیکیا کو ہم جنس پرستوں کا موازنہ جانوروں سے کرنا کافی مہنگا پڑا ہے اور دنیا کی اسپورٹس ویئر بنانے والی مشہور کمپنی نائیگی نے ان کے اس متنازع بیان کے بعد ان سے اپنا معاہدہ توڑ لیا ہے۔ پیکیا کو ہم جنس پرستی پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہم جنس پرست جانوروں سے بھی بدتر ہوتے ہیں۔ باکسر کو اپنے اس بیان کے بعد دنیا بھر میں کافی تنقید برداشت کرنی پڑی تھی۔ کمپنی کے ترجمان نے اپنے بیان میں کہا کہ ہمیں پیکیا کو کا بیان انتہائی مایوس کن لگا اور اب کمپنی کا باکسر کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

غور طلب ہے کہ کمپنی نے یہ قدم ایسے وقت اٹھایا ہے جب آن لائن لوگوں نے پٹیشن دائر کر کہا تھا کہ کمپنی کو پیکیا کو اپنی مصنوعات پر موٹ کرنے سے روکنا چاہیے۔ اس آن لائن مہم میں تقریباً تین ہزار لوگوں نے اپنے دست خط بھی کیے تھے۔ عالمی باکسنگ میں آٹھ مختلف وزن زمروں میں عالمی خطاب جیت چکے پیکیا کو ہم جنس پرستی پر اس بیان کی وجہ سے اپنے ملک فلپائن میں بھی کافی تنقید برداشت کرنی پڑ رہی ہے۔ پیکیا کو نے ایک ٹی وی انٹرویو میں کہا تھا کہ یہ تو آپ کی اپنی سمجھ ہے، کیا آپ نے جانوروں کو ہم جنس پرست دیکھا ہے؟ اس طرح تو جانور ان سے اچھے ہیں جو عورت اور مرد میں تمیز کر سکتے ہیں۔ میرے حساب سے ہم جنس پرست جانوروں سے بھی بدتر ہیں۔

واضح رہے کہ ۳۷ سالہ پیکیا کو اب سیاست میں اتر چکے ہیں اور مئی میں ہونے والے انتخابات میں سینیٹ میں منتخب ہونے کے دعوے دار مانے جا رہے ہیں۔ تاہم پیکیا کو نے اس تنازع کے بعد اپنے بیان کے لیے معافی مانگی ہے۔ انھوں

نے اپنے ٹوٹر اکاؤنٹ پر ایک ویڈیو پیغام میں کہا کہ میں لوگوں کے جذبات کو مجروح کرنے کے لیے شرمندہ ہوں۔ مجھے معاف کر دیجیے۔

تبصرہ نگار: جدید دور کی تہذیب نے حیوانوں کو اپنا آئیڈیل بنایا تھا، لیکن ہم جنس پرستی کے معاملے میں حیوان بھی ان کے آئیڈیل نہیں ہیں، تو کیا اب انسانیت حیوانیت سے بھی گئی گزری ہو گئی ہے!

ارٹیریائی مرد و شادیوں کے پابند

سہ ماہی ۲۸ جنوری (یو این آئی، ماہنامہ اللہ کی پکار) مختلف ویب سائٹس پر ارٹیریائی کے مفتی اعظم شیخ امین عثمان کے دست خط شدہ حکم نامے کو مان کر دیکھا جائے تو اس افریقی ملک میں سرکاری سطح پر مردوں کو کم سے کم دو شادیاں کرنے کا پابند کر دیا گیا ہے، اور کہا گیا ہے کہ حکم نامے کی پاس داری نہ کرنے والے کو قید با مشقت کا سامنا کرنا ہو گا۔ افریقین انڈر پینڈنٹ ٹیلی ویژن کی رپورٹ کے مطابق ایسے مرد جو سرکاری احکامات پر عمل نہیں کریں گے ان کو سزا کا سامنا بھی کرنا پڑ سکتا ہے۔ فتویٰ عربی زبان میں ہے اور اس حکم نامے کی نقل Punchng.com پر اور افریقہ کے دیگر ممالک کے نشریاتی اداروں میں موجود ہے۔ ایک نا تجریدی ویب سائٹ نانچ ڈاٹ کام کے مطابق خواتین کو بھی فتوے میں خبردار کیا گیا ہے کہ وہ مردوں کو دو شادیاں کرنے سے نہ روکیں۔ بہ صورت دیگر انہیں عمر قید کی سزا دی جا سکتی ہے۔ چوں کہ ارٹیریائی ذرائع ابلاغ کے آزاد ذرائع موجود نہیں ہیں اور اخبارات اور نشریاتی ادارے حکومت کے تابع ہیں اس لیے آزاد ذرائع یا سرکاری سطح پر اس حکم نامے کی تصدیق نہیں ہوئی ہے۔ بہر حال، انسانی حقوق کے حوالے سے کام کرنے والی تنظیموں کے رضا کاروں کا کہنا ہے کہ یہ احکامات وزارت مذہبی امور کی جانب سے جاری ہوئے ہیں۔



اشتہارات

نوٹ: اشتہارات میں موجود لنکس اور پیجز پر موجود مواد سے مدیر اور مجلس مشاورت کا اتفاق لازمی نہیں ہے!

Facebook.com/HaqKiYalghaar



Facebook.com/RaddeGhairMuqallidiyat



www.DarulIfta-Deoband.com

اُم المدارس ”دارالعلوم دیوبند“ کا آن لائن دارالافتاء

زبانیں: انگریزی، اردو

کل فتاویٰ جاری شدہ: 16479

استفتاء کے بعد برائے مہربانی انتظار کریں اور بار بار یاد دہانی نہ کروائیں۔ ایک فتویٰ کے لیے 15-20

Facebook.com/ShaykhZulfiqarAhmad



[Supported by: DifaeIslam.blogspot.com](http://DifaeIslam.blogspot.com)

اسلام پر معاندین اسلام اور یہودی ایجنٹوں کے کیے گئے اعتراضات اور اُن کے تفصیلی جوابات قرآن و سنت، معتز ضین کی اپنی مذہبی کتابوں سے دیے گئے ہیں۔ نیز اعتراضات کو جدید سائنس اور میڈیکل کی روشنی میں پرکھا گیا، اور دندان شکن جوابات دیے گئے ہیں۔

www.khatmenbuwat.org

”ختم نبوت“ فورم کا اولین مقصد امت مسلمہ میں قادیانیت کے بارے میں بیداری پیدا کرنا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے فورم پر علمی و تحقیقی پراجیکٹس پر کام جاری ہے جس میں ہمیں آپ کے علمی تعاون کی اشد ضرورت ہے۔ آئیے آپ بھی علمی خدمت میں اپنا حصہ ڈالیں!